سلسلہ تصوف نمبر ۲۰۳

شرح اردو مع اصل ابیات پنجابی

مسمّٰی بہ

گلزارِ باہو رح

یعنی

شرح ابیات حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

جس میں

حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان غوثیہ فخر عاشقان آستانہ قادریہ فنافی اللہ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے ابیات پنجابی کی شرح زبان اردو کرائی گئی ہے

مرتبہ

جناب ملک فضل الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہوری

جسے

اللہ والے کی قومی دوکان مالک ملک چنن الدین ککے زئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور نے

طالبان مولا و دلدادگان جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و عاشقان دربار غوثیہ کے لئے

تعلیمی پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کی

بار اول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱عہ/

تصنیف حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز

اردو ترجمہ

کلید التوحید

یعنی

کلید جنت الفردوس

یہ بابرکت کتاب حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ العزیز کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے اس میں حضرت نے مسئلہ توحید کے ایسے ایسے باریک نکات تصوف کے رنگ میں بیان فرمائے ہیں جو انہی کا حق تھا۔ خاص طور اس میں خوبی یہ ہے کہ ہر مضمون پر علیحدہ علیحدہ عنوان مقرر کر دیئے ہیں جو پڑھنے والوں کے واسطے آسان اور سمجھنے کے لئے لطف اندوز ہے۔ کتاب کیا ہے طالبان مولا و متلاشیان راہ توحید کے لئے دستگیر کامل ہے۔ حضرت نے یہ کتاب لکھ کر دلدادگان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم عاشقان دربار عالیہ غوثیہ پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ قابل مطالعہ ہے۔ نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر طبع کرائی گئی ہے۔ قیمت پانچ روپے علاوہ محصولڈاک۔ مجلد کے لئے ۸/

اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

اس کے بعد ناظرین شرح ابیات پنجابی حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں عرض ہے کہ جب اس مسکین کے والد صاحب مرحوم ملک فضل الدین صاحب اور اس ناچیز نے سلسلہ تصوف کے ترجمے کرا کر چھاپنے شروع کئے۔ تو جہاں بڑی بڑی ضخیم عربی فارسی کتابوں کے ترجمے اردو میں کرائے۔ ہمیں اس بات کا بھی خیال مد نظر رہا کہ اپنے وطن کی شیریں اور پیاری زبان پنجابی کا بھی خیال رکھیں۔ اور جن جن عارفان باللہ نے پنجابی زبان میں تصوف کے مذاق کے موافق نصائح دینی فرمائے ہیں۔ انہیں بھی فروغ دیں۔ اور درد مندوں سے دعائیں لیں۔ جن کی ضیافت طبع پنجابی منظوم کتب سے ہو سکتی ہے۔

چنانچہ ہم نے سب سے پہلے میاں ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے دوھڑے جو پنجابی زبان میں نہایت بے مثل تھے۔ فراہم کر کے طبع کرائے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہماری وہ محنت بار آور ہوئی۔ اور اہل ذوق و شوق نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

اس کے بعد مجموعہ ابیات علی حیدر قدس سرہ گیارہ سال کی لگاتار کوشش اور تلاش کے بعد نہایت دقت اور دشواری کے ساتھ بصرف زر کثیر مرتب کر کے شائع کیا۔ یہ کتاب یعنی مجموعہ ابیات علی حیدر صاحبؒ کوئی معمولی نظم نہ تھی۔ اس میں مصنف نے اسرار و معارف تصوف کو اس درد اور دلسوزی سے جمع کیا تھا جس کی نظیر پنجابی زبان میں ملنی نہایت ہی دشوار ہے۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں اور اہل مذاق اصحاب نے انہیں اپنے دل میں جگہ دی۔ اور وہ مجموعہ بفضلہ تعالیٰ نہایت مقبول ہوا۔

اس کے بعد ہمیں حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہ کے دل آویز پنجابی ابیات جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ ہم نے ان کی تلاش اور جستجو شروع کی۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ مجموعہ بھی مرتب ہو کر شائع ہو گیا۔ جس کی ترتیب اور بہم رسانی میں بہت سے اصحاب نے ہماری مدد فرمائی

حضور ہمارے بزرگوں کے ہم کمال ہی مشکور ہیں۔ ایک تو اپنے مخدوم و مکرم حضرت مولانا حاجی محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ غلام قادری سروری اور دوسرے اپنے عزیز دوست منشی محمد جلال الدین صاحب پٹواری (مال کے) اللہ تعالیٰ ان ہر دو بزرگوں کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے اس مجموعہ کی ترتیب میں حتی الامکان اپنی علمی بساط بھر پوری کوشش کی۔ نیز بعض غلط اشعار جو تھے تو دوسرے مصنفوں کے مگر لوگوں نے انہیں سلطان صاحب کی طرف منسوب کر رکھا تھا اپنی واقفیت کے مطابق کاٹ دیا۔

آج کل چونکہ ہمارے پیارے وطن پاکستان کی سرکاری اور ملکی زبان اردو قرار پائی ہے۔ اور یو پی وغیرہ سے ہمارے لاکھوں مہاجر بھائی یہاں آ کر آباد ہو گئے ہیں جن کی مادری زبان اردو ہے۔ اس لئے اس مسکین نے اپنا نہایت ضروری فرض سمجھا کہ پنجابی کے اعلیٰ کلام تصوف سے انہیں بھی شاد کام کیا جائے۔ چنانچہ اس مسکین نے حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے پنجابی ابیات کی اردو شرح سے اس کلام کو شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ معلیٰ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے اور اسے قبولیت عامہ بخشے۔

اس وقت تک سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ کی فارسی تصنیفات میں سے حسب ذیل کتب کے اردو ترجمے شائع کئے جا چکے ہیں۔ جو اصحاب انہیں خریدنا چاہیں درج شدہ قیمت پر خرید لیں:۔

کلید التوحید		حجت الاسرار		گنج الاسرار		مجالسۃ النبی	
شمس العارفین		عین الفقر		محک الفقر کلاں		حجت الاسرار	
نور الہدیٰ		قرب دیدار		عقل بیدار		توفیق ہدایت	
مفتاح العارفین		تیغ برہنہ		محکم الفقرا		فضل اللقاء	
کلید التوحید کلاں		امیر الکونین		رسالہ روحی		اورنگ شاہی	
کشف الاسرار		اسرار قادری		جامع الاسرار		دیوان باہو	

اس قدر عرض کر دینے کے بعد قدردان ناظرین سے درخواست ہے کہ جس وقت ان کتابوں کے مطالعہ سے اپنے ذوق و شوق کو تازہ کر کے خوش وقت ہوں تو ہمیں بھول نہ جائیں اور ہمارے لئے دعائے خیر فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے صدقے اس مسکین کے والد مرحوم ملک فضل الدین صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ اور اس مسکین کو دین و دنیا میں سلامتی اور اپنی یاد کی ہمیشہ توفیق بخشے۔ اور میرا حشر بھی اپنے پیاروں کے ساتھ کرے۔ مجھے اپنے گناہوں سے (جو میں نے عمر بھر میں کئے ہیں) سخت ندامت ہے۔ مگر پھر بھی امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی مقبول بندے کی دعا سے میرا بیڑا (جو گناہوں کے سبب سے گرداب میں پھنسا ہوا ہے) سلامتی سے کنارہ پر پہنچا دیگا۔ آمین ثم آمین۔

نیاز آگین ملک حسین الدین خلف ملک فضل الدین مرحوم   مقام لاہور منزل نقشبندیہ کوچہ گگے زیاں

۳۰ ستمبر ۱۹۵۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَبَارِکْ لَنَا فِیْہِ

شرح ابیات

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہ العزیز

ردیف الف

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہُو	نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ہُو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھُلّن پر آئی ہُو	جیوے مرشد کامل باھو جیں ایہ بوٹی لائی ہُو

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد صاحب دام اللہ فیوضہٗ نے میرے قلب میں ایک چنبیلی کا پودا لگا دیا ہے۔ اور نفی اثبات کا پانی دیکر سبز کیا اور پالا پوسا ہے۔ جب اس پودے کے پھول کھلنے پر آئے ہیں۔ تو میرا سینہ معطر ہو گیا ہے۔ اس سے خوش ہو کر دعا فرماتے ہیں۔ کہ اے باہو! میرے کامل مرشد صاحب کو لمبی اور بابرکت زندگی عطا فرمائے۔ جنہوں نے میرے من میں یہ پودا لگا دیا ہے ٭

شرح۔ چنبیلی کے پودے سے مراد اسم اعظم "اللہ" ہے یعنی مرشد صاحب نے توجہ کر کے میرے قلب پر اللہ کو اس مضبوطی سے لکھ دیا ہے، جیسے باغ میں پودا لگایا جاتا ہے۔ اور اسے پانی دیا جاتا ہے۔ تو وہ ہمیشہ کے لئے قائم ہو جاتا اور بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ اور مرشد صاحب نے اس چنبیلی کے پودے کو نفی (لَا اِلٰہَ) اور اثبات (اِلَّا اللہ) کا پانی دے کر پالا ہے یعنی کلمہ طیبہ کے ذکر سے اسم ذات کی برکات اور انوار میں اضافہ کیا ہے۔ اور ان انوار اور برکات سے میرا سینہ اور قلب بھرپور ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے مرشد صاحب کے ذکر خیر اور فیوض کو ہمیشہ

ہمیشہ زندہ اور قائم رکھے جنہوں نے اس دولت سے مالا مال کیا ہے۔ (آمین!) ◆

الف اللہ پڑھیا پڑھ حافظ ہویا گیا حجابوں پردا ہُو لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں ظالم نفس نہ مردا ہُو	پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویا بھی طالب ہویا زر دا ہُو باہجھ فقیراں کسے نہ ماریا باہو ایہ ظالم چور اندر دا ہُو

فرماتے ہیں اگر کوئی شخص علم پڑھ لے، اور پڑھ کر عالم فاضل بن جائے اور جہالت کے پردے اور ظلمت سے نکل کر علم کی روشنی میں آ جائے۔ لیکن اس کے بعد اپنے علم وفضل کی بنا پر دنیا کا مال و دولت کمانے کے پیچھے پڑ جائے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ لاکھوں کتابیں پڑھ لینے سے نفس امارہ نہیں مرتا۔ اور اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔ اے باہو! یہ چور جو ہمارے اندر گھسا بیٹھا ہے۔ فقیروں کے سوا اسے کسی نے نہیں مارا۔ ◆

الف اللہ صحیح کیتوس جداں چمکیاں عشق اگوہاں ہُو اندر جائیں اندر بالیں اندر سینے چہ دھوداں ہُو	رات دیہاں دیہے تا مجھے نت کرے اگوہاں ہاں ہُو بلہو شہ رگ تھیں نیڑے لدھا جیں عشق کیا سی ہاں ہُو

جب عشق پیدا ہوا اور اس نے زور کیا۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت کا حال ہم پر ظاہر کر دیا۔ اور وہ دن رات چراغ کی طرح اجالا کرتا اور روز بروز ترقی کرتا رہتا ہے۔ اس کی برکت سے ہمارے سینے اور قلب میں دن رات آگ جلتی رہتی ہے یعنی شوق دیدار و وصال خداوندی کی کمال تیزی اور ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اے باہو! جب ہم نے عشق کو رہنما بنایا تو معلوم کر لیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ ہماری شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے۔ ◆

الف احد جد دتی وکھالی از خود ہویا فانی ہُو نہ اوتھے عشق محبت کائی نہ اوتھے کون مکانی ہُو	قرب وصال مقام نہ منزل نہ اوتھے جسم نہ جانی ہُو عینوں عینی تھیوسی باہو سرّ وحدت سبحانی ہُو

جب اللہ تعالیٰ کا نور ہم پر ظاہر ہوا۔ تو ہمیں اپنی ہستی بھی یاد نہ رہی یعنی یہ بھی معلوم نہ رہا کہ ہم بھی کوئی ہیں۔ ہمیں اپنا آپ بھی خدا کا نور ہی معلوم ہونے لگا۔ اور اس حالت میں دوری اور نزدیکی اور جدائی اور وصال اور منزل اور مقام مقصود اور جسم اور جان وغیرہ کے سب خیال مٹ گئے۔ اور اس حالت میں ذوق شوق اور عشق بھی باقی نہ رہا۔ کیونکہ یہ سب کچھ جدائی کا اثر تھا۔ اب جب ذات میں ذات سما گئی یعنی فنا فی اللہ کا درجہ نصیب ہو گیا۔ تو بہر غیریت کی سب علامتیں مٹ گئیں مجھے

اپنا آپ عین ذات الٰہی معلوم ہونے لگا +

الف ازل ابد نوں صحیح کیتوس ویکھ تماشے گزرے ہُو
چوداں طبق دلے دے اندر آتش لائے حجرے ہُو
جنہاں حق نہ حاصل کیتا اوہ دوہیں جہانیں اُجڑے ہُو
عاشق غرق ہوئے وچ وحدت باہُو ویکھ تنہاں دے مجرے ہُو

گزشتے ہوئے حالات دیکھ کر ہم نے سمجھ لیا کہ ازل سے کیا مراد ہے اور ابد سے کیا۔ اور ہمارے قلب پر چودہ طبق کے اسرار ظاہر ہو گئے۔ اور اس حالت میں عشق نے ہمارے اندر ڈیرے ڈال دیئے۔ اے باہو! جنہوں نے اصلیت کو نہ سمجھا۔ یعنی حق کو نہ پہچانا (حاصل نہ کیا) اُن کے دونو جہان تباہ و برباد ہو گئے۔ لیکن عاشق لوگ وحدت میں ڈوب گئے۔ ان کے اعمال و اشغال دیکھئے +

الف اندر ہو تے باہر ہو وت باہو کتھ لبھیندا ہُو
ہو دا داغ محبت والا دم دم نال سڑیندا ہُو
جتھے ہو کرے رُشنائی اوتھوں چھوڑ اندھیرا ویندا ہُو
دوہیں جہان غلام اس باہو جہڑا ہو نوں صحیح کریندا ہُو

ہمارے اندر بھی اللہ تعالےٰ کی ذات موجود ہے اور باہر بھی۔ اس لئے اے باہو! تو اُسے کہاں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی محبت کی گرمی ہمیں ہر دم جلا (بھڑکا) رہی ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ کا عشق روشنائی پیدا کرے۔ وہاں سے ہر قسم کا اندھیرا (غفلت اور دوئی) دور ہو جاتی ہے۔ اے باہو! جو شخص ھو (اللہ تعالےٰ کی ہستی کی تصدیق کرلے) کو صحیح کرلے دونوں جہان اس کے غلام بن جاتے ہیں (دنیا اور عقبےٰ دونوں جہان کی نعمتیں اسے حاصل ہو جاتی ہیں) +

الف الست بربکم سنیا دل میرے جند قالوا بلیٰ کوکیندی ہُو
حب وطن دی غالب اک پل سون نہ دیندی ہُو
قہر پوے تینوں راہزن دنیا جو توں حق دا راہ ماریندی ہُو
عاشقاں مول قبول نہ باہو کر کر زاریاں روندی ہُو

روز ازل میں جب اللہ تعالےٰ نے تمام روحوں کو پیدا کر کے ان سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ تو سب نے اقرار کیا کہ واقعی تو ہی ہمارا رب ہے۔ باہو صاحب فرماتے ہیں کہ جب میری روح نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سنا۔ تو اس نے پکار کر کہا۔ بلیٰ واقعی تو ہی میرا رب ہے، مجھے وطن (جنت) کی محبت زوروں پر ہے۔ اور رات دن مجھے ایک پل بھر چین نہیں کرنے دیتی۔ اے ڈاکو دنیا! تو جو راہ حق سے ہمیں بھٹکاتی ہے۔ خدا تجھے غارت کرے۔ اے باہو! عاشقانِ الٰہی نے اسے کبھی منہ نہیں لگایا تھا (قبول نہیں کیا تھا) اس لئے یہ دھاڑیں مار کر

روتی تھی ۔

الف ایہو نفس اساڈا بیلی جیہڑا نال اساڈے سِدّھا ہو
زاہد عالم آن نوائے جتھے ٹکڑا ویکھے تِھدّا ہو
جو کوئی اُس دی کرے سواری اس نام اللہ دا لدّھا ہو
راہ فقر دا مشکل باہو گھر ماں نہ سیرا رِدّھا ہو

اگر ہمارا نفس ہمارا ہمدرد، خیر خواہ اور رحم خوار بن جائے۔ تو یہی ہمارا دوست اور مددگار بنجاتا ہے۔ لیکن اگر یہ ہمارا مخالف ہو۔ تو جو شخص اس نفس امارہ کو مار دے۔ اسے ہی معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ دنیادار تو ایک طرف یہ زاہدوں اور عابدوں کو بھی مزے مزے کے کھانے اور دنیوی نعمتیں دکھا دکھا کر اپنا مطیع کر لیتی ہے۔ اے باہو! فقر کا راستہ بڑا ہی کٹھن اور مشکل ہے۔ دنیوی نعمتوں کے متعلق یہ خیال نہ کر لینا کہ یہ میری کمائی ہوئی ہیں اور ان میں الجھا نہ رہنا ۔

الف ادھی لعنت دنیا تائیں ساری دنیا داراں ہو
پیؤاں کولوں پتر کوہندی بھٹھ دنیا مکاراں ہو
جنہاں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی باہو لین غضب دیاں ماراں ہو
جنہاں ترک دنیا تھیں کیتی باہو لین باغ بہاراں ہو

دنیا پر تو آدھی لعنت ہے لیکن دنیاداروں پر پوری لعنت ہے۔ جنہوں نے دنیا کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کیا۔ اس لئے ان پر ہر دم غضب الٰہی نازل ہوتا رہتا ہے۔ یہ دنیا ایسی مکار ہے کہ باپوں کے ہاتھوں سے بیٹوں کو ذبح کرا دیتی ہے۔ اے باہو! جنہوں نے دنیا سے تعلق توڑا اور اس کی محبت سے منہ موڑا۔ وہ جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہونگے ۔

الف ایہہ دنیا زن حیض پلیدی ہرگز پاک نہ تھیوے ہو
حب دنیا دی رب تھیں موڑے ویلے فکر پچھیوے ہو
جیں فقر گھر دنیا ہووے لعنت تس دے جیوے ہو
سہ طلاق دنیا نوں دیئے جے باہو سچ پچھیوے ہو

یہ دنیا ایسی پلیدی ہے جیسی عورت کے لئے حیض کی پلیدی۔ جو نہ دھونے سے دور ہوتی ہے نہ غسل سے نہ تیمم سے۔ جس فقیر نے دنیا سمیٹ رکھی ہو اس کی زندگی پر لعنت ہے۔ دنیا کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو غافل اور گمراہ کر دیتی ہے۔ اس لئے اس کے حاصل ہونے اور اس میں مبتلا ہونے سے پہلے احتیاط سے کام لینا چاہئے یعنی اس کی محبت دل میں پیدا نہیں ہونے دینی چاہئے۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ پیدا ہو جائے تو پھر اس سے چھٹنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اے باہو! اگر سچ پوچھو، تو دنیا کو تین طلاق دے دینی چاہئیں یعنی

اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پورا پورا قطع تعلق کر لینا چاہئے ؛

الف ایہ دنیا زن حیض پلیتی کیتی مل مل دھوون ہُو
دنیا کارن لوک وچارے ہک پل سکھ نہ سوندے ہُو
دنیا کارن عالم فاضل گوشے بہہ بہندے ہُو
جنہاں چھڈی دنیا باھُو اوہ کندھی چڑھ کھلوندے ہُو

یہ دنیا عورت کے حیض کی سی پلیدی ہے۔ کئی شخص جو اس میں مبتلا ہو گئے اب اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کرتے ہیں مگر یہ پلیدی دور ہونے میں آتی ہی نہیں۔ دنیا حاصل کرنے کے لئے عوام تو ایک طرف عالم فاضل گوشہ میں بیٹھ بیٹھ کر رہتے ہیں (کمال محنت اور کوشش کو کام میں لاتے ہیں) لوگ بچارے اس دنیا کے حصول کے لئے ایک پل بھر آرام سے نہیں بیٹھتے۔ اے باھو! جنہوں نے دنیا سے تعلق توڑ لیا۔ راہ نجات پا گئے ؛

الف ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہُو
جس منزل نوں عشق پہنچاوے ایمان خبر نہ کوئی ہُو
منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ہُو
میرا عشق سلامت رکھیں باھُو ایمان دھروئی ہُو

عام لوگ ایمان کی سلامتی کے لئے تو دعائیں مانگتے ہیں لیکن عشق کے لئے اور اس کی سلامتی کے لئے دعا کرنے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ اُن کے ایمان مانگنے اور عشق سے شرمانے سے مجھے بڑی غیرت آتی ہے۔ جس منزل (اعلےٰ درجہ) کو عشق پہنچاتا ہے ایمان کو اس کی خبر تک بھی نہیں ہے۔ باھُو صاحب دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں کہ یا اللہ! میرا عشق سلامت رکھیئے۔ اُس کی موجودگی میں مجھے ایمان کی ضرورت نہیں (جیسے سورج کی روشنی ہوتے ہوئے چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی) ؛

الف اندر وچ نماز اساڈی ہکسے جا نیتیوے ہُو
ایہ دل ہجر فراقوں سڑدا ایہ دم مرے نہ جیوے ہُو
نال قیام رکوع سجودے کر تکرار پڑھیوے ہُو
سچا راہ محمد والا باھُو جیں وچ رب لبھیوے ہُو

ہمارا نماز کا مصلےٰ ہمارا قلب ہے۔ ہم ہمیشہ نمازیں (قلب میں) ادا کیا کرتے ہیں اور وہیں قیام رکوع سجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ (ہم عام لوگوں کی طرح غفلت میں پڑے صرف زبانی زبانی نماز نہیں پڑھتے بلکہ حضور قلب سے پڑھتے ہیں یعنی اچھی طرح جانتے ہوتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، کسے کہہ رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں۔ جیسا کہ کسی اللہ کے بندے نے کہا

ہے کہ " موہوں توبہ دلوں نہ توبہ اس توبہ توں کر توبہ "۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ جب ابھی شراب کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔ بعض صحابہؓ نے شراب کے نشے کی حالت میں نماز پڑھی جس میں بہت سی نامناسب غلطیاں کیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ " مومنو! جب تک تم نشے کی حالت میں۔ تو خبردار! نماز کے قریب بھی نہ جانا جب تک تم یہ نہ سمجھ رہے ہو کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں "۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں نماز میں پورا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں، کس سے کہہ رہے ہیں اور کیوں کہہ رہے ہیں (ہماری جان اللہ تعالےٰ کے وصال کی خواہش میں مشغول ہے لیکن ابھی اسے یہ حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے کڑھتی رہتی ہے۔ نہ زندوں میں شمار ہوتی ہے نہ مردوں میں۔ اے باہو! صحیح رستہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت ہے جس سے اللہ تعالےٰ کا وصال نصیب ہوتا ہے +

الف ایہ تن میرا چشم ہووے میں مرشد دیکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں اک کجاں ہو
اتنیاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کتے ول بھجاں ہو
مرشد دا دیدار ہے باھو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

کیا ہی اچھا ہو کہ میرا جسم سرتاپا آنکھیں بن جائے اور میں مرشد کے تصور (یا انوار الٰہی کے نظارے) سے بھی سیری میں نہ آؤں اور میرے ہر ہر رونگٹے کی جڑھ کے پاس لاکھوں آنکھیں ہوں جن میں سے ایک کو دیکھتا ہوں تو دوسری کو جھپکتا ہوں۔ اتنا دیکھنے سے بھی سیری نہ پاؤں۔ تو اٹھ کر اور کسی طرف دوڑوں (اور کوئی ذریعہ تلاش کروں) اے باہو! مجھے مرشد کا دیدار (نور خدا وندی کی زیارت) لاکھوں کروڑوں حجوں کے برابر ہے +

ردیف ب

ب باھو باغ بہاراں کھڑیاں نرگس ناز شرم دا ہو
داغ چہ کعبہ صحیح کیتوس پاک پرم دا ہو
طالب طلب طواف تمامی حب حضور حرم دا ہو
گیا حجاب تھیوسی حاجی باھو بخشیوس راہ کرم دا ہو

اے باہو! قرب الٰہی حاصل ہونے پر یہ حالت ہوتی ہے جیسے گویا باغ میں بہار کا موسم آگیا ہے اور ہر طرف رنگا رنگ پھول کھل گئے ہیں۔ اور میں نے محبت الٰہی کا پاک و مقدس کعبہ ٹھیک طور

پڑھ لیا ہے۔ اور میں اس کعبہ کے طواف کا طالب بن گیا ہوں۔ اور اس حرم کی محبت میرے دل میں پورے طور پر سما گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال مہربانی سے دُوئی اور غفلت کا پردہ دُور کر دیا ہے۔ اور مجھے صحیح معنوں میں حاجی بنا لیا ہے ؎

ب بغداد شہر دی کیا نشانی اُچیاں لمیاں چیراں ھُو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ھُو
انہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ھُو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں کرساں میراں میراں ھُو

بغداد شہر مقام مرشد کی نشانیاں بہت ہی اونچی اونچی چیزیں (اعلےٰ مقامات) ہیں۔ میرا جسم وہاں پہنچنے کی خواہش میں یا ایسا پرزے پرزے ہو رہا ہے جیسے کہ درزی کی دکان کی کترنیں (جو لباس تیار کرنے کے لئے کاٹی گئی ہیں) میں ان کترنوں کی الفی اور پیرہن بنا کر فقیروں کے گروہ میں شامل ہو جاؤنگا۔ اور میں مرشد صاحب کی بستی میں گداگری کر کے گذارہ کیا کرونگا۔ اور ہر وقت ذکر میں مشغول رہا کرونگا ؎

ب بے تے پڑھ کے فاضل ہویا اک حرف نہ پڑھیا کسے ھُو
جیں پڑھیا تیں شوہ نہ لدھا جاں پڑھیا کجھ تسے ھُو
چوداں طبق کرن روشنائی تے انھیاں کجھ نہ دسے ھُو
باجھ وصال اللہ دے باھُو سب کہانیاں قصے ھُو

عام علوم پڑھ کر لوگ عالم فاضل تو بن گئے لیکن (وحدت) کا ایک حرف کسی نے نہیں پڑھا جس نے عام علوم پڑھے۔ انہیں وصال باری تعالےٰ نصیب نہیں ہوا۔ لیکن جس نے وحدت کا سبق پڑھ لیا۔ اُسے قرب حاصل ہو گیا۔ چودہ طبقوں میں نور خداوندی روشنی کر رہا ہے لیکن اندھوں کو کچھ نہیں سوجھتا۔ اے باھُو! اللہ تعالےٰ کے وصال کے علاوہ باقی سب کام اور علوم و فنون وغیرہ ایسے ہیں جیسے فرضی کہانیاں قصے۔ (باطل اور فضول ہیں) ؎

ب بے ادباں نہ سار ادب دی گئے ادباں تھیں وانجے ھُو
جیہڑے تھاں مٹی دے بھانڈے کدی نہ ہوندے کانجے ھُو
جو مُڈھ قدیم دے کھیڑے آہے کدے نہ ہوندے رانجھے ھُو
جیں دل حضور نہ منگیا باھُو گئے دوہیں جہانیں وانجے ھُو

جو لوگ ادب و آداب کا خیال نہیں رکھتے انہیں ادب کے فائدوں اور نفعوں کی خبر تک نہیں ہے اس لئے وہ ادب کو رے اور بے ادب (گستاخ۔ شوخ اور شریر) بنے رہتے ہیں۔ جیسے مٹی کے برتن کبھی ایسے صاف نہیں ہو سکتے، جیسے تانبے پیتل۔ کانسی کے برتن مانجنے سے

معاف ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی جو لوگ روز ازل سے بدبخت اور شقی مقدر ہو چکے ہیں۔ وہ کبھی خوش قسمت اور سعید نہیں بن سکتے۔ اے باہوؒ! جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ کے قرب کی تمنا نہیں کرتا وہ دونوں جہانوں میں نامراد اور ناکامیاب رہتا ہے۔

پ جڑ رگی گھت ہیں ڈھایئے لمی طرح منہ کالا ہُو
لا الٰہ دا الا کہنا منیا مذہب کی لگ دا سالا ہُو
اِلّا اللہ گھر میرے آیا جیں آن اٹھایا پالا ہُو
بھر پیالا خضر وں پیتا باھو آب حیاتی والا ہُو

دنیوی عزت مرتبے اور شان شوکت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مساکین اور درویشوں کے زمرے میں شامل ہونا چاہیئے۔ روز ازل میں جب اللہ تعالےٰ نے ارواح سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں۔ تو ہم نے اقرار کیا تھا کہ "ہاں"۔ تو ہی ہمارا رب ہے اور کوئی نہیں۔ تو جب ہم عبدیت کا اقرار کر چکے ہیں۔ تو ہمیں اسی وحدت پر ہمیشہ قائم رہنا چاہیئے۔ اب ہمیں ظاہری رسم و رواج کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمارے قلب میں وحدت نے ڈیرا جما لیا ہے جس نے ہمیں سب خطرات سے آزاد اور بے نڈر کر دیا ہے۔ گویا توحید کا اعتقاد اور اقرار اور اس پر ثابت قدمی ہمارے لئے ایسی بن گئی ہے۔ جیسے ہم نے حضرت خضر علیہ السلام کی طرح آبحیات پی لیا ہے اور اب مرنے (ہر قسم کے خطرات) سے بےفکر ہو گئے ہیں۔

ب بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ بھی گہنا بھارا ہُو
نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہُو
حدوں بیحد درود نبی نوں جیں دا ایڈ پسارا ہُو
میں قربان تنہاں تھیں باھو جنہاں ملیا نبی سہارا ہُو

اللہ تعالےٰ کا اسم ذات (اللہ) ایک بہت بڑا قیمتی زیور ہے (بہت بڑی دولت ہے) جس کی برکت سے ہمیں قیامت کو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی اور ہم سب انشاء اللہ تعالےٰ دوزخ سے نجات حاصل کر لیں گے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم پر بیشمار درود اور سلام ہوں جن کے دم قدم کی برکت سے ہمیں بےانتہا نعمتیں نصیب ہوتی ہیں اور ہونگی۔ وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم پر ایمان لائے ہیں۔

ب بجھ چلایا طرف زمیں دے عرشوں فرش ٹکایا ہُو
گھر تھیں ملیا دیس نکالا اساں لکھیا جھولی پایا ہُو
رہو نی دنیا نہ کر جھیڑا اساں اگے دل گھبرایا ہُو
اسیں پردیسی ساڈا وطن دورا دا باھو دم غم سوایا ہُو

اللہ تعالیٰ نے ہمیں عرش سے (جنت سے) نکال کر فرش (زمین) پر لا رکھا۔ ہمارا گھر اور وطن جنت تھا جس سے ہمیں ذلیل نکالا ملا۔ ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ سو ہم نے یہ پا لیا۔ اے دنیا ہم پردیسی ہیں۔ اور پہلے ہی بہت پریشان ہیں۔ اب تم ہمیں اور مخالفتیں کر کے پریشان نہ کرو۔ اے باہو! ہم یہاں پردیسی ہیں۔ ہمارا وطن یہاں سے بہت دور ہے۔ اس کی جدائی میں ہمیں دم دم پہ پریشانیاں ہو رہی ہیں +

ب باجھ حضوری نہیں منظوری توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ھُو	روزے نفل نماز گذارن توڑے جاگن ساریاں راتاں ھُو
باجھوں قلب حضور نہ ہوندے توڑے کڈھن سے زکاتاں ھُو	باھُو باجھ فنا رب حاصل ناہیں ناں تاثیر جماعتاں ھُو

خواہ رسمی طور پر کتنی ہی نمازیں پڑھا کریں۔ روزے رکھا کریں زکوٰتیں دیتے رہیں اور ساری ساری راتیں جاگ جاگ کر نفل پڑھتے رہا کریں۔ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اسکی فرمانبرداری کا خیال کئے بغیر یہ سب عبادتیں کرتے رہا کریں۔ یہ بارگاہ الٰہی میں ہماری حضوری کا ذریعہ نہیں بن سکیں گی۔ اے باہو! فنافی اللہ کا درجہ حاصل ہوئے بغیر ہمیشہ باجماعت نمازیں پڑھنا بھی چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مُوتوا قبل انت مُوتوا کا درجہ حاصل کئے بغیر وصال باری تعالیٰ حاصل نہیں ہوتا۔

ب بہتی میں اگنہار ہاں بھی لاج پئی گل اُس دے ھُو	پڑھ پڑھ علم کرن تکبر شیطان جیہے اوتھے مُٹھدے ھُو
لکھاں نوں بھو دوزخ والا اک نت بہشتوں رُس دے ھُو	عاشق دے گل چھری ہمیشہ باھُو اگے محبوب دے کُسدے ھُو

گو ہوں تو میں بڑا ہی خطاکار اور گناہگار۔ لیکن ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اسی کا مملوک اور اسی کا بندہ۔ اسی لئے وہی مجھ پر بے انتہا رحم کرتا رہا ہے۔ کر رہا ہے اور انشاء اللہ کرتا رہے گا۔ کئی شخص علم پڑھ پڑھ کر تکبر کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو دوسروں سے معزز اور برتر جانتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بارگاہ الٰہی میں کسی کا تکبر پسند نہیں آتا۔ جیسا کہ شیطان نے اپنی اصل اور علم و فضل پر تکبر کیا۔ تو اس کی وجہ سے ایسا ملعون اور ذلیل ہوا کہ خدا کی پناہ۔ دنیا میں بے شمار انسان ایسے ہیں۔ جو دوزخ کے خوف سے عبادت کرتے ہیں۔ لیکن بعض اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوزخ سے ڈرنا تو ایک طرف جنت میں جانے کے شوق سے بھی عبادت نہیں کرتے (جنت کی بھی پرواہ

نہیں کرتے) بلکہ محض اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری اور اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عبادت کرتے ہیں۔ لیکن ان سے بھی بڑھ کر عاشقانِ الٰہی ہیں۔ جو ہر وقت عشق کی تلوار سے اپنے محبوب (اللہ تعالےٰ) کے سامنے ذبح بعد قربان ہوتے رہتے ہیں ٭

ردیف پ

پ پڑھ پڑھ علم لوک سیہاون کیا مہا سن پڑھیاں ھُو
ہرگز مکھن مول نہ آوے پھٹے دودھ دے کڑھیاں ھُو
اکھ چنڈورا ہتھ کی آیا ایس انگوری بھریاں ھُو
اک دل خستہ باھُو راضی رکھیں تے لئی عبادت وریاں ھُو

ان علما کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ علم پڑھ پڑھ کر بجائے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لوگوں کو اپنا فریفتہ بنا رہے ہیں۔ اور ان سے خدمتیں کراتے اور ان کی کمائیاں کھاتے ہیں۔ ایسے علما کے علم کی مثال ایسی ہے جیسے خراب ہو کر پھٹا ہوا دودھ۔ جس کے بلونے سے مکھن نہیں نکلا کرتا۔ یا اس کی مثال اس چنڈوری کی سی ہے۔ جس نے کوئی ننھا سا پودا اکھاڑ کر چونچ میں پکڑ رکھا ہو۔ جس میں نہ رس ہو نہ پھول نہ پھل۔ ایسے علما کو معلوم ہونا چاہیے کہ علم کی نشہ پا کر سب لوگوں کو ستانے اور دکھ دینے کی بجائے کسی ایک دل کو خوش کر دینا (خدمت خلق) کئی سال کی عبادت سے بہتر اور برتر ہوتا ہے ٭

پ پاک پلید نہ ہوندے ہرگز توڑے رہندے وچ پلیتی ھُو
وحدت دے دریا اچھلے ہک دل صحیح نہ کیتی ھُو
ہک بتخانے جا واصل ہوئے ہک پڑھ پڑھ تھکے مسیتی ھُو
فاضل چھوڑ فضیلت بیٹھے باھُو عشق نماز جاں نیتی ھُو

جو چیز فطرتاً پاک ہو خواہ وہ پلیدی میں مل جائے۔ پھر بھی پلید نہیں ہوتی۔ جیسا کہ کوڑے کے ڈھیر پر اُگے ہوئے گلاب کے پھول کی رنگینی اور خوشبو میں کچھ فرق نہیں آتا، یا انبیائے کرام علیہم السلام کے کفار اور مشرکین میں ساری عمر گذارنے سے ان کی نبوت اور تقدس میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آتا لیکن بعض بدقسمت ایسے بدفطرت بھی ہوتے ہیں کہ ان کے پاس وحدت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو اور انہیں دھونے اور کفر شرک کی کثافت سے پاک کرنے کی ذمہ داری ہی نہیں ہوتی۔ تو وہ پاک صاف ہونے میں آتے ہی نہیں۔ جیسے ابوجہل، فرعون، نمرود وغیرہ (اللہ تعالےٰ کی حکمت کے قربان جائیے) بعض تو بت خانہ میں عمریں

گذارنے کے باوجود قرب الٰہی حاصل کر لیتے ہیں۔ جیسے مصر کے جادوگر۔ اور بعض ایسے بدقسمت ہوتے ہیں کہ باوجود علم وفضل حاصل کرتے رہنے کے وصال باری تعالیٰ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جیسے ابلیس اور بلعم باعور۔ لیکن ان کے مقابلہ میں بعض خوش قسمت علما ایسے بھی تھے جن کو جب عشق الٰہی کی چاٹ لگی۔ تو انہوں نے اپنی علمیت اور فضیلت کو جتانا چھوڑ دیا ؛

پیر ملیاں جے پیڑ نہ جاوے تاں اُس نوں پیر کی دھرنا ہُو
جس ہادی کنوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کی پھڑنا ہُو
مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کی کرنا ہُو
جے سر دتیاں حق حاصل ہووے باہُو توں مول ڈرنا ہُو

اگر کسی کو پیر بنانے سے درد (کفر کی بیماری) دور نہ ہو۔ تو اسے پیر بنانے کا کیا فائدہ اور جس مرشد کا مرید بننے سے صراط مستقیم پر چلنا نصیب نہ ہو۔ اُسے مرشد اور راہبر بنانے کا کیا فائدہ۔ اور جس ہادی سے ہدایت حاصل نہ ہو۔ اُسے ہادی بنانا بے فائدہ ہے۔ اے باہو! اگر جان قربان کرنے سے حق حاصل ہو جائے تو اس قربانی (جان دے دینے تک) سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا مقصد قرب حق حاصل کرنا ہے ؛

پڑھ پڑھ حافظ کرن تکبر مُلاں کرن وڈیائی ہُو
جتھے ویکھن چنگا اوتھے پڑھن کلام سوائی ہُو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے بغل کتاباں چائی ہُو
دوہیں جہانیں مٹھے باہُو جنہاں کھادی ویچ کمائی ہُو

بعض حافظ قرآن شریف حفظ کر کے اور بعض عالم علم حاصل کر کے تکبر کرنے لگتے ہیں۔ یعنی دوسروں کو اپنے مقابلے میں ہیچ سمجھنے لگتے ہیں۔ اور کتابیں بغلوں میں دبائے گلیوں میں مارے مارے پھرتے ہیں (اپنا حافظ اور عالم ہونا جتلائے پھرتے ہیں تاکہ عوام کو اپنا گرویدہ بنا کر اپنا الّو سیدھا کریں۔ اور مزے سے زندگی گذاریں۔ اور جہاں وہ اچھے اچھے کھانے دیکھتے ہیں (کھانے کو پاتے ہیں۔ وہاں ختم پڑھتے وقت اپنا علم وفضل جتانے کے لئے) بہت سی قرآن شریف کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ (جہاں سے نفع حاصل ہونے کی اُمید ہو۔ وہاں اپنی علمیت اور فضیلت کا زیادہ سے زیادہ اظہار کرتے ہیں) اے باہو! جنہوں نے اپنی کمائی بیچ کھائی۔ یعنی علم وفضل کے بدلے دنیوی منافع حاصل کئے۔ وہ دونوں جہانوں میں ناکام اور نامراد رہے ؛

پپڑھ پڑھ علم مشائخ سداون کرن عبادت دوہری ہو
اندر جھگی پئی لُٹیوے تن من خبر نہ موری ہو
ملّووالی سدا سوکھالی دل توں لاہ تکوری ہو
باھو رب تنہانوں حاصل جنہاں بھگت نہ کیتی چوری ہو

بعض اشخاص علم حاصل کرکے لوگوں پر اپنی مشائخت (ہادی۔ مرشد۔ رہنما اور رہبر ہونا) جتانے لگتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھانے کے لئے بڑی عبادتیں ریاضتیں اور چلہ کشیاں کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی گھر میں چوروں نے لوٹ مچا رکھی ہو لیکن گھر والی دان کے کان پر جوں تک نہ رینگے (ان کی عمر محنت اور علم و فضل ضائع اور برباد ہو رہے ہیں لیکن انہیں اس کا خیال تک نہیں) ان کے مقابلہ میں عارفان الٰہی صبر، توکل اور قناعت کی بدولت ہمیشہ اطمینان قلب سے زندگی کے دن بسر کرتے ہیں۔ اے باہو! وصال باری تعالےٰ انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ جو طالب دنیا نہیں ہوتے بلکہ رضائے الٰہی کے طالب ہوتے ہیں ؞

پپڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہوئے سارے ہو
اک حرف عشق دا پڑھ نہ جانن بھُلّے پھرن بچارے ہو
اک نگاہ جے عاشق ویکھے لکھ ہزاراں تارے ہو
لکھ نگاہ جے عالم ویکھے کسے نہ کدھی چاہڑے ہو
عشق عقل وچ منزل بھاری سیاں کوہاں دے پاڑے ہو
عشق نہ جنہاں خریدیا باھو دوہیں جہانیں مارے ہو

کئی آدمی ہزاروں کتابیں پڑھ پڑھ کر عالم فاضل تو بن جاتے ہیں لیکن محبت خداوندی کی طرف مطلق خیال نہ ہونے کی وجہ سے خود بھی گمراہی میں ہی پڑے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ان کے مقابلے میں عاشق کی یہ شان ہوتی ہے۔ اور اسے یہ کمال حاصل ہوتا ہے کہ ایک نگاہ کرم (توجہ) سے ایک کا ہی نہیں بلکہ لاکھوں کا بیڑا پار کر دیتے ہیں۔ لیکن عالم کی کئی دفعہ کی توجہ سے بھی ایک شخص کو بھی کامیابی اور نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم اور عشق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اے باہو! جنہوں نے عشق الٰہی حاصل نہیں کیا وہ اس سے کورے رہنے کے سبب دونوں جہان میں ناکام اور نامراد رہے ؞

پپنجے محل پنجاں وچ چانن دیوا کت ول دھریئے ہو
پنجے مہر پنجے پٹواری حاصل کت ول بھریئے ہو

پنج امام تے پنجے قبلے سجدہ کتواں کریئے ہو
باھو صاحب جے سر منگے ہرگز ڈھل نہ کریئے ہو

تمام انبیاؑ اور ان کے دین برحق ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک پر ایمان لانا ہمارا فرض ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ پانچ قبلے ہوں اور ان کے لئے پانچ امام بھی مقرر ہوں۔ تو بتائیے ہم کس قبلہ کی طرف رخ کریں اور کس امام کی اقتدا کریں یا مثلاً یوں سمجھئے کہ کسی علاقے میں پانچ سرکردہ امرا ہیں۔ اور ہر ایک حاکمِ وقت ہونے کا دعویدار ہے۔ تو ہم لگان اور خرچ کس کے پاس ادا کریں۔ اے باہوؒ! ہمیں دین کی پیروی اور اس نبی کی اقتدا کے علاوہ جس کا ہمیں حکم ہوا ہے۔ اگر اللہ تعالے جان کی قربانی مانگے۔ تو ہمیں جان دینے میں بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

ردیف ت

ت ترک دنیا دی تاں ہوسی جد فقر ملیسی خاصہ ہو
تارک دنیا تاہیں ہوسی جد ہتھ پکڑیسی کاسہ ہو
دریا وحدت نوش کیتوس اجے بھی جی پیاسہ ہو
باھو راہ فقر رت ہنجوں دا ون لوکاں بھانے ہاسہ ہو

دنیا سے کمل طور پر قطع تعلق اسی وقت حاصل ہوگا جب فقر کامل ہوگا۔ اور درویش دنیوی مال و دولت کا لالچ چھوڑ کر قانع بن جائے گا۔ اس وقت درویش کی یہ حالت ہو جائیگی کہ وحدت کا سارا سمندر پی کر پیاسا ہی ہوگا۔ یعنی کمالِ وحدت اور قربِ الٰہی حاصل ہو چکنے کے بعد انسان زیادہ عالی درجات کا طالب ہوگا۔ جیسا کہ موسےٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر پیغمبری اور اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر چکنے کے بعد درخواست کی تھی۔ کہ یا اللہ! مجھے اپنا آپ دکھا۔ اے باہو! عام لوگ باوجود عاشقوں کو عشق کی حالت میں خون کے آنسو بہاتے دیکھ کر یہی خیال کرتے ہیں کہ عشق کچھ مشکل کام نہیں ہے۔

ت تلہ بنھ توکل والا ہو مردانے تریئے ہو
جنہیں دکھ سکھ حاصل ہووے انہیں کدھیں نہ ڈریئے ہو
فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا آیا چت اُسے ول دھریئے ہو
اوہ بے پرواہ درگاہ ہے باھو اوتھے رو رو حال بھریئے ہو

جس طرح تیراک دریا پار کرتے وقت تلہ (پار ہونے کا سامان) تیار کرتا ہے۔ اسی طرح

درویش کے لئے لازم ہے کہ دریائے وحدت میں تیرنے اور پار ہونے کے لئے توکل کو اس کا ذریعہ بنائے (توکل اختیار کرنی چاہیئے) - اور بہادرانہ طور پر اس پر قائم رہتے ہوئے کمال تک پہنچنے کی متواتر کوشش کرتا رہے ۔ اگر اس کام میں تکلیفیں پیش آئیں تو ان کی پرواہ نہ کرے ۔ کیونکہ جس کوشش اور تکلیف سے آرام اور کامیابی حاصل ہونا یقینی ہو ۔ اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ''ہر دکھ کا نتیجہ سکھ ہوا کرتا ہے'' چاہیئے کہ اسی فرمانِ خداوندی پر نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُمید لگائے رکھے کہ یہ تکلیفیں اور محنتیں عارضی اور چند روزہ ہیں ۔ ان کے بعد ضرور انشاء اللہ کامیابی ، امن چین ۔ اطمینان اور راحت کا دوامی زمانہ آجائے گا ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بے پرواہ ہے ۔ اس کی جناب میں عاجزی ۔ نیازمندی اور کمال ادب (خضوع و خشوع) سے دعائیں مانگتا رہا کرے ؀

تؔ تورے تنگ پورانے ہوون گجھے نہ رہندے تازی ہُو ماردلانوں جو ل دوتونے جدّوں تکنے نین نیازی ہُو	مار نقارہ نو چہ وڑیا کھیڈ چلیا اِک بازی ہُو انہاں نال کی تھیا باہو جنہاں یار نہ رکھیا راضی ہُو

گھوڑے کا ساز و سامان خواہ کیسا ہی پرانا اور معمولی کیوں نہ ہو ۔ اس کی چستی چالاکی میں کچھ فرق نہیں آتا ۔ (فقیر کی ظاہر حالت خواہ کیسی ہی کمزور اور معمولی کیوں نہ ہو اس کی خوبیوں پر پردہ نہیں ڈال سکتی) (فقیر کی مثال یوں سمجھئے، جیسے کوئی بہادر نقارے پر چوٹ لگا کر میدان جنگ میں گھسا ہو ۔ اور اس نے کفار اور مشرکین کی فوجوں کی صفوں کو مار گرایا ہو ۔ اور اپنے کارنامے دکھا کر اور غازی بن کر کامیابی حاصل کر چکا ہو ۔ اے باہو ! ان بیچاروں کا کیا حال جنہوں نے یار (اللہ تعالیٰ) کو راضی نہیں رکھا (اس کی خوشنودی حاصل نہیں کی) ؀

تؔ تن من یار میں شہر بنایا دل وچہ خاص محلہ ہُو سب کجھ مینوں پیا سنیوے جو بولے ماسوی اللہ ہُو	آن الف دل وسوں کیتی میری ہوئی خوب تسلّہ ہُو درد مندا ںدا یہ مرچا تی باہو جدّاں سر کھلہ ہُو

مَیں نے اپنے تن من کو یار (اللہ تعالےٰ) کی خاطر ایک شہر بنایا ہے جس میں قلب ایک خاص محل ہے ۔ جس میں الف (نور وحدت) نے آکر قیام کیا ہے جس سے مجھے بڑا اطمینان اور

خوشی نصیب ہوتی ہے۔ میرے اعضا اور دنیا بھر کی چیزیں جنہیں لوگ ماسوی اللہ سمجھے ہوئے ہیں۔ ان کے ذکر اور تسبیح کی آواز مجھے ہر وقت سنائی دیتی رہتی ہے (اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (یعنی دنیا کی ہر ایک چیز اپنے اپنے طریق پر ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہے۔ لیکن اے عام انسانو! تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو) دردمندوں (عارفان و عاشقان الٰہی) نے یہ رمز (پوشیدہ بات ہر چیز کا تسبیح پڑھنا) پہچان لی ہے۔ لیکن بے درد اس سعادت سے محروم ہیں۔

تدوں فقیر شتابی بنداجدان عشق وچ ہارے ہو خود نفسی چھڈ ہستی جھیڑے لاہ سروں سب بھارے ہو	عاشق شیشہ تے نفس مربی جان جاناں توں وارے ہو باہو بجھ مویاں نہیں ملیندا تھیندا انوڑے لکھاں سانگ اتارے ہو

فقیر اس حالت میں جلدی سے عارف بنتا ہے جب کہ وہ اپنی جان عشق الٰہی میں قربان کر دے (موتوا قبل ان تموتوا ہو کر فنافی اللہ ہو جاے) عاشق کی مثال ایک آئینہ کی سی بن جائے۔ جس میں دیکھنے والے کی صورت تو قائم ہو جائے۔ لیکن آئینے کی اپنی صورت (صفائی۔ چمک وغیرہ) چھپ جائے۔ اسی طرح عاشق کے قلب پر انوار تجلیات الٰہی کا جلوہ اس طرح پڑے کہ اس کا قلب ان میں چھپ جائے۔ یعنی اس کی ہستی انوار الٰہی میں گم ہو جائے۔ اے باہو! نفس پرستی چھوڑ دے اور ہستی کے لوازمات کے بوجھ کو اتار کر فنا کا درجہ حاصل کر لے۔ کیونکہ مرنے (فنا یعنی موتوا قبل ان تموتوا) کے بغیر کسی طرح بھی وصال باری تعالےٰ حاصل نہیں ہوتا۔ خواہ لاکھوں جتن کیوں نہ کئے جائیں۔

تسبیح دا توں کسبی ہویوں مارین دم ولیاں ہو دین گیاں گل گھوڑا وے ایں گیاں تسبیحاں ہو	دل دا منکا اک نہ پھیریں گل پائیں پنج وہتاں ہو پتھر چت جنہاں دا باہو اوتھے ضائع وسناں مینہاں ہو

تم تسبیح پڑھنے والوں میں شامل تو ہو گئے۔ اور ولایت (ولی ہونے کا) کا دعویٰ بھی کرنے لگے۔ لیکن باوجود زبانی سینکڑوں دفعہ تسبیح پڑھنے کے تم نے دل کی توجہ سے ایک دفعہ بھی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم نہیں کہا۔ بھلا اس زبانی بق بق سے کیا فائدہ۔ اس حالت میں تو تمہاری مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص دودھ سے غرغرے کر کے پھینکتا

جائے۔ پیٹ ایک گھونٹ بھی نہ۔ اسی لئے کسی بندۂ خدا نے کہا ہے کہ ع

ہوہوں توبہ لوں نہ توبہ، اس توبہ توں کر توبہ

اور بندگانِ دین کہا کرتے ہیں "ذکر اللسان لقلقۃٌ وذکر القلب وسوسۃٌ وَ ذکر الروح ھو نذکو قہ" ذاکر کی طرف تو یہ حالت ہے اور دوسری طرف اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کچھ خیرات کرنا بڑا ناگوار گذرتا ہے۔ لیکن دوسروں سے پیسے بٹورنے کے لئے کئی چلتر کھیلتے ہو۔ اے باہو! جن لوگوں کا دل پتھر کی طرح سخت ہو۔ وہاں انوارِ الٰہی کی بارش کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ جیسے پتھر چٹان پر مینہ کی بوندوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

ت تُوں وی جاگ نہ جاگ فقیرا انت نوں لوڑ جگایا ہُو
اکھیں میٹیاں دل نہ جاگے جاگے جاں مطلب پایا ہُو
ایہہ نقطہ جد پختہ کیتا ظاہر آکھ سنایا ہُو
باہو میں تاں بھلی ویندی مرشد راہ دکھایا ہُو

اے فقیر تم خود ہوش میں آؤ یا نہ آؤ۔ آخر مرشد کامل نے تمہیں غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ آنکھیں بند رکھنے (غافل رہنے سے) قلب بیدار نہیں ہوتا۔ جاگے تو مطلب پا لیتا ہے۔ جب یہ بات ہماری سمجھ میں آگئی تو ہم نے ظاہر کر دی۔ اے باہو! میں تو بھولا ہوا (غافل پڑا ہوا) تھا۔ لیکن مرشد صاحب نے مجھے صراطِ مستقیم دکھا دیا ہے۔

ردیف ث

ث ثابت صدق تے قدم اگیرے تاہیں رب لبھیوے ہُو
لوں لوں دے وچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ہُو
ظاہر باطن عین عیانی ہو ہو پیا سنیوے ہُو
نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

جب انسان کا ایمان پختہ اور کامل ہو۔ اور وہ ہمت۔ کوشش سے کام لینے اور نیک عمل کرنے لگے۔ تو وصال باری تعالےٰ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جسم کے ہر ایک رونگٹے سے ہر دم ذکر الٰہی کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ ظاہر اور باطن میں (جسمانی کانوں اور قلب کے کانوں سے) ہُو ہُو کی آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں۔ اے باہو! فقیر وہی کہلا سکتے ہیں۔ جن کی قبر (جسم) زندہ (ذکر الٰہی میں مشغول) ہو۔

ث ثابت عشق تنہاں نے لدھا جنہاں تِرٹی چوڑ چا کیتی ہُو
نہ اوہ صوفی نہ اوہ بھنگی نہ سجدہ کرن مسیتی ہُو
خالص نیل پورانے اُتے نہیں چڑھدا رنگ مجیٹھی ہُو
قاضی آں شرع ول باہُو کدی عشق نماز نہ نیتی ہُو

کامل عشق الٰہی انہی لوگوں کو حاصل ہوتا جنہوں نے فنا فی اللہ کا درجہ پالیا۔ ایسے عاشق لوگ نہ تو صوفیوں کی طرح ورد و وظائف کرتے ہیں۔ نہ قلندروں کی طرح نعرے مارا کرتے ہیں اور نہ عام لوگوں کی طرح مسجدوں میں بے توجہی سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ بلکہ دل ہی دل میں ہر وقت نہایت خضوع اور خشوع سے ذکر کرتے اور تصور ذات میں محو رہتے ہیں۔ جس طرح کسی کپڑے پر پہلے ہی شوخ نیلا رنگ کیا ہو۔ پھر اس پر مجیٹھ کا سُرخ رنگ کرنا چاہیں۔ تو اس کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح شقیان ازلی کے دل پر تسبیح تہلیل۔ ذکر الٰہی بلکہ عشق الٰہی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ جیسے ابوجہل۔ فرعون۔ نمرود وغیرہ بعض عالموں فاضلوں اور قاضیوں نے شریعت کی پابندی تو ظاہر میں شروع رکھی۔ لیکن دل میں کبھی محبت الٰہی کا بیج نہیں بویا +

ردیف ج

ج جو دل منگے ہووے ناہیں ہوون گیا پریرے ہُو
دوست نہ دیوے دل دا دارو عشق نہ واگاں پھیرے ہُو
اس میدان محبت والے ملن تاء ترکھیرے ہُو
میں قربان تنہاں تھیں باہو جنہاں رکھیا قدم اگیرے ہُو

دل جس بات کا طالب ہے۔ وہ حاصل نہیں ہو رہی بلکہ دمبدم دُور ہی دُور ہوتی جا رہی ہے۔ دوست دل کی اس بیماری (غفلت) کا دارو نہیں دیتا۔ اور نہ عشق ہی حاصل ہوتا ہے کہ غفلت دُور ہو اور دلی مراد بر آئے۔ اس محبت والے میدان میں تیز قدم اور کوشش کرنے والے جوانمرد ہی کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ اے باہو! میں ان پر قربان جاؤں جنہوں نے قدم آگے بڑھایا (محنت اور کوشش سے کام لینا شروع کیا) +

ج جے چاہیں توں حمد ربّ دی رل شہر دیاں تلیاں ہُو
مرشد لطفوں کرے نظارہ گُل تھیون سب کلیاں ہُو
انہاں کلیاں نوں چُن کے لالا ہوسی گُل نازک گُل پھلیاں ہُو
اوہ ہن جانن مٹھے باہو جنہاں سنگ کیتا دو ولیاں ہُو

اے انسان! اگر وحدت الٰہی حاصل کرنا چاہو۔ تو مرشد صاحب کے کامل طور پر فرمانبردار اور خادم بن جاؤ۔ کیونکہ جب مرشد صاحب مہربانی کر کے توجہ فرمائیں گے تو سب کلیاں پھول بن جائینگی۔ یعنی سب مشکلات حل ہو جائیں گی۔ ان پھولوں میں سے ایک گل لالہ (عشق الٰہی) ہوگا۔ اے باہو! جنہوں نے دونو طرف (دنیا اور عقبےٰ) کی طرف تعلق قائم رکھا وہ نہ دنیا میں کامیاب ہوئے نہ آخرت میں +

جس الف مطالعہ کیتا بے دا باب نہ پڑھدا ہُو
نفس امارہ کُترا جانے ناز نیاز دھرا ہُو
چھوڑ صفاتی لدھوس ذاتی وہ عالمی وُرجا ردا ہُو
کیا پرواہ تنہانوں باہو جنہاں گھاٹ نہ لدھا گھڑا ہُو

جس نے الف پڑھا (اللہ تعالےٰ کی وحدت اور عشق حاصل کیا) وہ بے کا باب نہیں پڑھتا۔ یعنی غیر اللہ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ ایسے شخص نے صفاتی خیالات چھوڑ کر ذاتی ذکر حاصل کر لیا۔ اللہ تعالےٰ کی صفات اور قدرت کے نظاروں میں ہی محو نہیں رہتا بلکہ ذکر الٰہی کے انوار ذات باری تعالےٰ کا نظارہ کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ نفس امارہ کو ایک کتا خیال کرتا ہے۔ اس کے کہنے میں آتا ہے۔ اے باہو! ان لوگوں کو کیا پرواہ رہی جنہوں نے اس دنیا کے خالق کو پا لیا۔

جیں دل عشق خرید نہ کیتا سو دل بخت نہ بخشی ہُو
بر سر آیاں غم نہ ملدیں جاں سر آوے سختی ہُو
استاد ازل دے سبق پڑھایا متھے دتیس دل دی تختی ہُو
پڑھ توحید تھیوسی اصل باہو سبق پڑھیوے وقتی ہُو

جس دل نے عشق الٰہی حاصل نہ کیا وہ بدبخت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں سبق پڑھایا اور اس کے لکھنے کے لئے ہمارے قلب کو تختی بنایا۔ اگر اس کام میں کچھ تکلیف (دقت) پیش آئے تو پریشان ہوتا۔ اور شور و غوغا کرنے لگتا ہے۔ اے باہو! ہم توحید کا سبق پڑھ کر واصل باللہ ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں اسی سبق کے پڑھنے میں ہمیشہ مشغول رہنا چاہیے +

جیں دل عشق خرید نہ کیتا سو دل درد نہ پھٹی ہُو
اس دل تھیں سنگ پتھر چنگے جو دل غفلت اٹی ہُو
جیں دل عشق حضور نہ منگیا سو درگاہوں سٹی ہُو
ملیا دوست باہو انہاں جنہاں کیتی چوڑ تری ہُو

جس شخص کے دل نے عشق حاصل نہیں کیا۔ اس کے دل میں شوق محبت کا اثر پیدا نہیں ہوتا۔ اور جس کے دل نے حضوری حاصل کر لینے والا عشق نہ مانگا۔ وہ درگاہ الٰہی سے دور جا پڑا۔

یعنی قرب الٰہی سے محروم ہوگیا جس دل میں رتی بھر بھی غفلت ہو۔ اس سے پتھر اچھا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کفار کے دل پتھر ہیں۔ بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں کیونکہ کئی پتھر خوف الٰہی سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہوجاتے ہیں۔ اور بعض کے پھٹنے سے پانی کی دھاریں بہنے لگتی ہیں یعنی ان میں سے چشمے جاری ہوجاتے ہیں۔ اے باہو جن لوگوں نے اپنی عمر اور نعمتوں کو یاد الٰہی سے غافل ہو کر برباد کر لی انہیں کبھی قرب اور وصال باری تعالےٰ حاصل نہیں ہوتا +

جے جو پاکی بن پاک اہی دے، سو پاکی جان پلیتی ہُو عشق دی بازی تنہاں لیتی جنہاں سر دیندیاں ڈھل نہ کیتی ہُو	ہک بتخانے جا واصل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ہُو ہرگز دوست نہ ملیا انہاں باہو جنہاں ترٹی چوڑ نہ کیتی ہُو

پاک اور بے عیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اس کے تعلق کے سوا جس کو پاکی سمجھا جائے، وہ پاکی نہیں بلکہ پلیدی ہے۔ یا اللہ تعالےٰ کی مقرر کی ہوئی پاکیزگی کے سوا جس بات کو پاکیزگی خیال کیا جائے وہ پاکیزگی نہیں بلکہ پلیدی ہے۔ جیسے توحید کی بجائے شرک اور بت پرستی۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے کہ بعض کو تو بت خانے جاتے جاتے قرب حاصل ہوگیا۔ اور بعض بیچارے سجدوں میں نمازیں اور نفل پڑھتے فکر کرتے اعتکاف بیٹھتے بھی قرب الٰہی سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے، چاہے تو کافروں۔ مشرکوں۔ ڈاکوؤں کو اولیا کا درجہ بخش دے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی جنگل میں ملاقات سے ڈاکوؤں کا سردار تائب ہو کر اولیاء اللہ میں داخل ہوگیا۔ لیکن حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا وغیرہ۔ کئی پیغمبروں کے متعلقین ایمان سے محروم رہے۔ عشق میں کامیابی انہی کو ملی جنہوں نے جان دینے میں ذرا دریغ اور دیر نہ کی۔ اے باہو! جنہوں نے خواہشات نفسانی کو مار کر نفی کا درجہ حاصل نہ کیا۔ انہیں ہرگز وصال باری تعالےٰ نصیب نہیں ہوتا +

جے جیں دل عشق خرید نہ کیتا سو دل در شدانے ہُو گلیاندے چ پھرن ہرلیلے جیوں جنگل ڈھور دوانے ہُو	خسرے خنثے ہر کوئی آکھے کوئی نہ کہے مردانے ہُو باہو مرد نامرتاہیں گھلسن جد عاشق بھنن گانے ہُو

جس دل نے عشق حاصل نہیں کیا اُن کی مثال مخنث اور خسرے کی سی ہے انہیں مرد کوئی نہیں کہتا۔ ایسے لوگ گلی کوچوں میں اس طرح مارے مارے پھرتے ہیں جیسے جنگل میں ڈھور

ڈنگر جنگلی جانور۔ اے باہو مرد اور نامرد میں اس وقت تمیز ہو گی۔ جب قیامت کو عاشقوں کو دولہوں کی طرح گانے پہنائے جائیں گے (بہشتی زیور پہنائے جائیں گے) جس سے ثابت ہو جائے گا کہ مرد تو یہی ہیں۔ باقی سب مؤنث اور مخنث ہیں ؛

جے جھبے رتی عشق وکاوے اوتھے مول ایمان نہ دیوے ہُو
کتب کتاباں تے ورد وظیفے ایہہ بھی ادتر کھیبے ہُو
باہجوں مرشد کجھ حاصل ناہیں راتیں جاگ پڑھیوے ہُو
مریئے مرن تھیں اگے باہو تاں رب حاصل تھیوے ہُو

ایمان گل رتی بھر عشق کے برابر قیمت نہیں پا سکتا۔ بلکہ عشق کا مقابلہ اعمال صالحہ یعنی نماز روزے، تلاوت، ورد وظائف بھی نہیں کر سکتے۔ اور دن تو ایک طرف خواہ راتوں کو جاگ جاگ کر اپنی مرضی سے اپنے خیال کے مطابق نفل پڑھے۔ فکر اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں۔ بغیر مرشد کی راہنمائی کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جیسے کوئی شخص رہبر کے بغیر جنگل یا صحرا میں دن رات مارا مارا پھرے کبھی منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔ اے باہو! مرنے سے پہلے مر جائیں۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا درجہ حاصل کریں۔ تو قرب اور وصال خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ؛

ج جنگل دے وچہ شیر مریلا باز پرندے وچہ گھرے ہُو
عشق جیہا شرف نہ کوئی جہانا چھڈے چہ زندے ہُو
عاشقاں نیند نہ بھکھ نہ کوئی عاشق مول نہ مرے ہُو
عاشق سوئی جیوندے باہو جو باگے سر دھرے ہُو

عشق جیسی شرافت کسی کو حاصل نہیں، جیسے جنگل کے سب جانوروں میں بہادر شیر سب سے اشرف ہوتا ہے اور پرندوں میں باز (اسی طرح سب انسانی خوبیوں سے عشق کا درجہ سب سے بڑا ہوتا ہے) عاشقوں کو نہ تو بھوک محسوس ہوتی ہے نہ نیند آتی ہے (وہ ہر وقت عشق میں ایسے سرمست ہوتے ہیں کہ تن بدن اور اس کی ضرورتوں کا انہیں احساس تک نہیں ہوتا) اور نہ وہ مرتے ہیں۔ کیونکہ عشق انہیں زندہ جاوید ہونے کا وسیلہ بنتا ہے۔ اے باہو! عاشق وہی زندگی جاوید حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر دھرتے ہیں (اس کی رضا حاصل کرنے میں جان قربان کر دیتے ہیں ؛

ج جنہاں عشق حقیقی پایا موہوں نہ کجھ الاون ہُو
ذکر فکر وچہ رہن ہمیشہ دم نوں قید لگاون ہُو
سرّی روحی قلبی صوری اخفی خفی کماون ہُو
میں قربان تنہاں توں باہو جہڑے اکس نگاہ جگاون ہُو

جنہیں عشق حقیقی حاصل ہوتا ہے وہ اس کا اظہار کسی طرح بھی نہیں کرتے۔ وہ ہمیشہ دل ہی دل میں ذکر اور فکر میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ہر دم (سانس کے آنے جانے) میں ذکر کرتے ہیں۔ وہ زبانی ذکر نہیں کرتے بلکہ صوری قلبی۔ روحی۔ سری خفی۔ اخفٰے ہر قسم کے ذکر میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔ اے باہو! میں ان لوگوں پر قربان جاؤں۔ جو ایک ہی توجہ سے مرید کی غفلت دور کر کے اسے ذاکر بنا دیتے ہیں +

جس جیں دینہہ دا ایں در تینڈے تے سجدہ صحیح نہ کیتا ہو
اس دینہہ دا سر فدا اتھائیں میں بیا در نہ لیتا ہو
سر دیون سر کھن نا ہیں اساں شوق پیالہ پیتا ہو
میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں عشق سلامت کیتا ہو

میں نے جس دن سے تیرے دروازے پر صحیح سجدہ (تہ دل سے) کیا ہے اسی دن سے میں اسی دربار کا فدا کار بن گیا ہوں۔ میں کسی اور دروازے پر نہیں گیا۔ (شرک سے بچ گیا ہوں) ہم نے عشق کا پیالہ پی لیا ہے اور جان قربان کر دی ہے اور اس راز کو کبھی ظاہر نہیں کیا۔ اے باہو! میں ان لوگوں پر قربان جاؤں جنہوں نے عشق میں کمال حاصل کر لیا ہے +

جیوندے کی جانن سار مویاں دی سو جانے جو مردا ہو
قبراں جنہاں دیاں پانی اوتھے خرچ لوڑیندا گھر دا ہو
اک وچھوڑا ماں پیو بھائیاں دوجا عذاب قبر دا ہو
ایمان سلامت تس دا باہو جہڑا رب اگے سر دھردا ہو

زندوں کو مردوں کے حال کی کچھ بھی خبر نہیں ہوتی جو مرتا ہے اسی کو موت کے بعد کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ قبروں میں کچھ کھانے پینے کا سامان بھی موجود نہیں ہوتا وہاں تو گھر سے زاد راہ لے کر جانا پڑتا ہے۔ (عاقبت میں وہی کچھ ملتا ہے جو دنیا سے کما کر لے جائیں) وہاں ایک تو ماں باپ بہن بھائیوں کی دائمی جدائی مصیبت اور غم کا پہاڑ بنی ہوتی ہے۔ دوسرے قبر کا عذاب (اللہ تعالٰے بچائے) مصیبت پر مصیبت بن جاتی ہے۔ اے باہو! جو شخص فرمان خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہے انہی کو سلامتی ایمان حاصل ہوتی ہے +

جنہاں شوہ الف تھیں پایا او پھر قرآن نہ پڑھدے ہو
او مارن دم محبت والا دور ہویو نے پردے ہو
دوزخ بہشت غلام تنہاں دے چا کیتو نے بردے ہو
میں قربان تنہاں دے باہو جہڑے وحدت وچ وڑدے ہو

جنہوں نے الف سے (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر خوب قائم رہ کر) اللہ تعالےٰ کا قرب اور وصال حاصل کر لیا۔ اور فنا فے اللہ ہو گئے۔ وہ پھر عام لوگوں کی طرح صرف زبانی زبانی قرآن شریف نہیں پڑھتے (ظاہری عبادت میں مشغول نہیں رہتے) ان کے دوئی اور غفلت کے پردے دور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہر وقت انوار و تجلیات کو دیکھنے میں محو رہتے ہیں۔ وہ دوزخ کے خوف اور بہشت کی خواہش کے لئے عبادت اور ذکر و فکر نہیں کرتے۔ اے باہو! میں ان لوگوں پر قربان جاؤں۔ جو وحدت الٰہی میں ہمہ تن مشغول ہو جاتے ہیں ❖

جے جب تک خودی کریں خود نفسوں تب تک رب نہ پاویں ہُو موئے باہجھ نہ سوہندی الفی اینویں گل چہ پاویں ہُو	شرط فنا فی جانیں ناہیں تے اسم فقیر رکھاویں ہُو تدواں نام فقیر تہیں ہوندا باہو جیوندیاں مر جاویں ہُو

جب تک تم نفس امارہ کے مطیع ہو کر خود غرض بنے رہو گے۔ تب تک تمہیں وصال باری تعالےٰ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ تم زبانی زبانی تو فقیر بنے پھرتے ہو اور لوگوں سے اپنے آپ کو فقیر کہلواتے ہو۔ لیکن تم فنا فی اللہ کی شرائط کو نہیں جانتے۔ جن کے بغیر کوئی فقیر بن ہی نہیں سکتا۔ یہ الفی جو تم نے پہن رکھی ہے۔ فنا کا درجہ حاصل کئے بغیر موزوں معلوم نہیں ہوتی۔ تم نے اسے یونہی بے فائدہ پہن رکھا ہے۔ فقیر تو اس وقت کہلوانا چاہئے، جب مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا درجہ حاصل ہو جائے ❖

جے جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہُو کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ہُو	سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا ول لایا ہُو مرن تھیں مر گئے اگے باہو تاں مطلب نوں پایا ہُو

مجھے مرشد صاحب نے یہ تعلیم دی ہے کہ جو دم ذکر الٰہی سے غفلت میں گذرے۔ وہ اسلامی زندگی کا دم نہیں ہوتا۔ بلکہ کفر کی زندگی کا دم ہوتا ہے۔ جب میں نے مرشد صاحب سے یہ فرمان سُنا تو ہماری آنکھیں کھل گئیں۔ غفلت کا پردہ ہٹ گیا۔ اور ہم نے ذکر الٰہی کی طرف طبیعت کو مائل کر دیا۔ اور اپنی جان اللہ تعالےٰ کے حوالے کر کے یعنی کامل کا درجہ حاصل کر کے ایسا عشق حاصل کیا کہ مرنے سے پہلے مر گئے۔ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا درجہ حاصل کر لیا۔ تب جا کر کہیں دلی مراد بر آئی ❖

جے جیوندیاں مر رہناں ہووے تاں ویس فقیراں بہیے ہُو — جے کوئی سٹے گُدڑ کوڑا وانگ اروڑی رہیے ہُو
جو کوئی کڈھے گالاں مہناں اُس نوں جی جی کہیے ہُو — گلا الاہنا بھنڈی خواری یار دے پاروں سہیے ہُو
قادر دے ہتھ ڈور اساڈی باہُو جیوں رکھے تیوں رہیے ہُو

جب جیتے جی مر رہنا منظور ہو (اور موتوا قبل ان تموتوا کا درجہ حاصل کرنے کی خواہش ہو) تب فقیرانہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی ہم پر کوڑا کرکٹ اور غلاظت بھی پھینکے تو کوڑے کے ڈھیر کی طرح خاموش اور صابر شاکر رہیں۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح لوگوں کی زیادتیاں سہنی چاہیئیں۔ اور قرآن شریف کے فرمان کے مطابق جاہلوں کو اینٹ کا جواب پتھر نہیں دینا چاہیئے۔ اگر کوئی گالیاں دے، بد زبانی کرے۔ تو بھی تم جی جی کہتے رہو۔ یعنی نرمی اور ادب سے بات کرتے رہو۔ اور لوگوں کے گلے، طعنے، جھگڑے، فساد اللہ تعالے کی رضا کی خاطر سہتے رہنا چاہیئے۔ اے باہُو ہمارا کل اختیار اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہم تو اُس کی ایک مشین ہیں جس طرح چلائے۔ ہر وقت سر نیاز اس کی جناب میں جھکا رہنا چاہیئے۔

جے جیکر دین علم وچ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ہُو — اٹھارہ ہزار جو عالم آہا اوہ اگے حسین دے مردے ہُو
جے کجھ ملاحظہ سرور دا کردے تاں خیمے تمبو کیوں سڑدے ہُو — جیکر مندے بیعت رسولی تاں پانی کیوں بند کردے ہُو
پر صادق دین تنہاندے باہُو۔ جو سر قربانی کردے ہُو

اگر دین اور ایمان کا ذریعہ صرف علم ہی ہوتا۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر نیزے پر نہ چڑھتا۔ یعنی آپ شہید نہ کیے جاتے۔ بلکہ اٹھارہ ہزار عالم جو اس وقت موجود تھے وہ آپ سے پہلے اپنی جانیں قربان کرتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اگر وہ سردار یعنی سرور عالم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور شان کا خیال رکھتے۔ تو وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے (جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لخت جگر تھے۔ اور آپ کی نماز کی حالت میں آپ کے کندھوں پر سوار ہوتے تھے) خیمے اس بے دردی سے جلانے نہ دیتے۔ اگر انہیں یہ خیال ہوتا کہ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں تو وہ امام حسین رضی اللہ عنہ پر دریائے دجلہ کا راستہ بند کر کے انہیں اور ان کے عیال کو پیاسا نہ رکھتے۔ اے باہُو! اصلی اور سچے

دیندار وہ ہیں۔ جو اللہ کی راہ میں جان قربان کرتے ہیں ؂

جے جدا مرشد کاسہ نا تد دی بے پرواہی ہُو	کی ہویا جے راتیں جاگے جے مرشد جاگ نہ لائی ہُو
راتیں جاگیں تے کریں عبادت دینہہ نندیا کریں پرائی ہُو	کوڑا تخت دنیا دا باھُو تے فقر سچی بادشاہی ہُو

جب سے ہمیں مرشد صاحب نے کاسہ دیا ہے یعنی دربار الٰہی کی گدائی کا سبق پڑھایا ہے۔ تب سے ہمیں غیروں سے بے پرواہی حاصل ہو گئی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے غیب کے خزانے سے بغیر ہماری کوشش اور مارا مار دوڑ بھاگ کے ہماری سب ضرورتیں پوری کر دیتا ہے۔ اگر مرشد صاحب کی توجہ۔ تعلیم و تربیت اور نظر عنایت حاصل نہ ہو۔ تو ساری ساری رات جاگ جاگ کر نفل پڑھنا اور ذکر کرنا بھی چنداں مفید نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ جب تک آٹے میں پانی ملا کر گوندھیں نہیں تب تک نہ تو خشک آٹے سے روٹی بنتی ہے نہ پیٹ بھرتا ہے۔ اے فقیر کہلانے والے اللہ کے بندے۔ تم راتوں کو تو عبادت کرتے ہو۔ لیکن سارا سارا دن لوگوں کی غیبت اور برائیاں بیان کرنے میں گذار دیتے ہو۔ دنیا کی شان و شوکت۔ بلکہ بادشاہی تک عارضی۔ بے فائدہ اور بے نتیجہ ہے۔ لیکن فقیری سچی بادشاہی ہے۔ جسے دنیا اور عقبےٰ میں زوال نہیں آتا ہے۔ اور اسی سے دونوں جہان میں عزت اور نعمتیں نصیب ہوتی ہیں ؂

ردیف چ

چ چڑھ چنا تے تو کر رشنائی تارے ذکر کریندے تیرا ہُو	تیرے جیہے چن کئی سے چڑھدے سانوں سجناں باجھ ہنیرا ہُو
جتھے چن اساڈا چڑھدا اوتھے قدر نہیں کجھ تیرا ہُو	جس دے کارن اساں جنم گوایا باھُو یار ملیسی اک ویرا ہُو

اے چاند اور ستارے تو ذکر الٰہی میں مشغول ہیں۔ تم بھی نکلو اور ذکر الٰہی کرو۔ اور دنیا میں چاندنی پھیلاؤ۔ جو تمہارا فرض ہے۔ تیرے جیسے سینکڑوں چاند چڑھتے ہیں اور چڑھتے رہیں گے۔ لیکن نور خداوندی کے بغیر ہمیں روشنی نصیب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تیری روشنی ہمارے دل کی غفلت اور خدا سے جدائی کے اندھیرے کو دور نہیں کر سکتی۔ ہمارے چاند یعنی نور خداوندی کے مقابلہ میں تیری کوئی قدر و منزلت نہیں۔ اے باہو جس یار (اللہ تعالےٰ)

کی خاطر ہم نے جان قربان کی ہے۔ وہ ہمیں ضرور ملے گا۔ یعنی دیدار الٰہی ہمیں ضرور نصیب ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اس دن کئی قسمتوں کے چہرے تروتازہ اور خوشی اور مسرت سے بھرے ہونگے۔ اور وہ اپنے اللہ تعالےٰ کے نور کے دیدار میں مشغول اور مست ہونگے۔ (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ آمین) ٭

چ چڑھ چناں توں کر رشنائی تے ذکر کریندے تارے ہُو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلاں دے ونجارے ہُو
شالا مسافر کوئی نہ تھیوے ککھ جنہاں تے بھارے ہُو
تاڑی مار اڈا نہ باہو اسیں آپے اُڈن ہارے ہُو

اے چاند چڑھ اور روشنائی کر۔ ستارے ذکر الٰہی میں مشغول ہیں۔ تم بھی نکل کر ذکر کرو۔ اور روشنائی پھیلا کر اپنا فرض ادا کرو۔ بیچارے موتیوں اور جواہرات کے خریدار گلیوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اے نور خداوندی۔ اپنی روشنی سے ان لوگوں کے قلب اور آنکھوں کو منور کیجئے۔ جو دنیا میں رضائے الٰہی کے جواہرات کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں) خدا کرے پردیسی کوئی نہ ہوا کرے کیونکہ پردیس میں وہ گلیوں میں پڑے ہوئے تنکوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوتے ہیں۔ اے باہو! ہم دنیا میں پردیسی ہیں۔ اور خود ہی یہاں سے جانے کے بڑے خواہشمند ہیں اس لئے اے نیلو اور بھٹی میں ڈر ڈھکا کر یہاں سے ہنکار دو نہیں ٭

ردیف ح

ح حافظ حفظ کرکن تکبر ملاں وڈیائی ہُو
ساون ماہ دے بدلاں وانگوں پھرن کتاباں چائی ہُو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا اوتھے پڑھن کلام سوائی ہُو
دوہیں جہانیں مٹھے باہو جنہاں کھادی ویچ کمائی ہُو

قرآن شریف کے حافظ حفظ کرکے اور عالم علم حاصل کرکے تکبر کرتے ہیں یعنی لوگوں کو ہیچ سمجھتے اور ان پر اپنی فضیلت جتاتے پھرتے ہیں جس طرح ساون بھادوں کے بادل بخارات آبی سے لدے ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ کتابوں کے گٹھڑ اٹھائے پھرتے ہیں۔ اور جہاں انہیں کھانے پینے کی مزیدار چیزیں مل جائیں۔ وہاں ختم پڑھتے ہوئے بہت سی آیتیں پڑھتے ہیں۔ (اس طرح سے یہ اپنی کمائی بیچ بیچ کر کھاتے پھرتے ہیں) اے باہو جنہوں نے کمائی بیچ کر کھائی۔ انہیں روحانی فائدہ حاصل ہوا نہ جسمانی۔ نہ دینی نہ اُخروی ٭

ردیف خ

خ خام کی جانن سار فقر دی جہڑے محرم ناہیں دل دے ہُو	آپ مٹی تھیں پیدا ہوئے خامی بھانڈے گل دے ہُو
قدر کی جانن لعل جواہر دی جہڑے سوداگر بل دے ہُو	ایمان سلامت سوئی ویسن باہو جہڑے نقیراں ملدے ہُو

خام (کچے) جنہوں نے کمال حاصل نہیں کیا اور ذکر قلبی سے محروم ہیں۔ انہیں خبر تک نہیں کہ فقر ہوتا کیا ہے۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے گندھی ہوئی مٹی سے بنا ہوا کچا برتن۔ جو لوگ بل کے سوداگر ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ جواہرات کیا ہوتے ہیں۔ اور ان کی خوبیاں اور قدر و قیمت کیا ہوتی ہے۔ اے باہو! دنیا سے ایمان سلامت لے کر وہی جائینگے۔ جو کوشش کر کے اور مجاہدے کر کے فقیروں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ (کمال حاصل کر لیتے ہیں) +

ردیف د

د دردمنداں دے خون جو پیندا برہوں باز مریلا ہُو	چھاتی ویچ چکیتوش ڈیرا جیوں شیر بیٹھا مل بیلا ہُو
ہاتھی مست سنڈھوی وانگوں کردا پیلا پیلا ہُو	اس پیلے دا سوس باہو اُس بن ہووے نہ میلا ہُو

عشق اس شکاری باز کی طرح ہے۔ جو پرندوں کا شکار کر کے گوشت کھا جاتا اور لہو پی لیتا ہے۔ اور وہ قلب میں اس طرح ڈیرا جما لیتا ہے۔ جیسے شیر جنگل میں رہنا بنا لیتا ہے۔ اور وہ عشق مست اور سجے سجائے ہاتھی کی طرح مار و مار کرتا پھرتا ہے۔ اے باہو! عشق کی تکلیفوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر وصال باری تعالےٰ نصیب نہیں ہو سکتا +

د دل دریا سمندروں ڈوہنگا کون دلاں دیاں جانے ہُو	وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ موہانے ہُو
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگن تانے ہُو	جو دل دا محرم ہووے باہو سو یو رب پچھانے ہُو

انسانی قلب سمندر سے بھی زیادہ گہرا ہے۔ جیسے سمندر کی تہ کی چیزیں نظر نہیں آتیں۔ ایسے ہی انسان کے دل کے راز بھی کوئی نہیں جان سکتا جس طرح سمندر میں جہاز۔ طوفان۔ لہریں اور جہاز ران سبھی موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح قلب انسانی کے راز مختلف قسموں کے ہوتے ہیں

چودہ طبق (ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی حیثیت اور کیفیت) قلب انسانی میں اس طرح موجود ہوتے ہیں جیسے میدان میں خیمہ تنا ہو۔ (یا جیسے آئینہ میں ارد گرد کی تمام چیزوں کے عکس ہو بہو پڑے ہوتے ہیں) اے باہو! جو شخص قلب کی کیفیتوں اور حالات سے واقف ہو جائے۔ اسے اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے ۔

دلے وچہ دل جو آکھیں سو دل دور دلیلوں ہُو
قلب کمال جاہوں جسموں جچ ہر جاہ جلیلوں ہُو
دل ادوراگوہاں کیجے کثرت کنوں قلیلوں ہُو
قبلہ قلب منور ہویا باھو خلوت خاص خلیلوں ہُو

جسے قلب انسانی کہتے ہیں وہ خام خیالوں سے پاک صاف ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ قلب کو قلت اور کثرت کے خیال (دولتمندی کے لالچ اور ناداری کے غم سے بخل اور اسراف) سے پاک صاف رکھیں۔ قلب کا درجہ بلحاظ جسم جمال جو ہر اور جاہ و جلال۔ کمال کو پہنچا ہوتا ہے۔ اے باہو! میرا قلب خلیل (مرشد کامل) کی خلوت خاص سے منور ہو گیا ہے ۔

دین تے دنیا دونویں بھیناں تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہُو
جیویں اگ تے پانی تھاں اکی وچہ واسا نہیں کریندا ہُو
دونویں وچہ نکاح کسے دے شرح نہیں فرمیندا ہُو
دوہیں جہانیں سو مٹھے باھو جہناں دعوے کیتا بندا ہُو

اے انسان! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دین اور دنیا کی مثال دو سگی بہنوں کی سی ہے جو شرعاً ایک ہی وقت میں کسی ایک شخص کے نکاح میں نہیں آسکتیں یعنی اگر کوئی چاہے کہ اسے دنیا کا مال و دولت و جاہ حشم بھی نصیب ہو اور معرفت الٰہی بھی۔ تو یہ ناممکن ہے۔ جیسے آگ اور پانی ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اے باہو! جو لوگ چاہیں کہ ان دونوں کو حاصل کریں۔ وہ دنیا اور عقبےٰ دونوں جہانوں میں ناکام اور نامراد رہتے ہیں ۔

دنیا رن گھر منافق، یا گھر کافر سوہندی ہُو
بجلی انگوں کرے لشکارے سر دے اُتوں جھوندی ہُو
نقش نگار کرے جیوں کسبی عورت سو مونہہ سوہندی ہُو
عیلنے بھی ہل انگوں باھو ویندیاں راہ کو ہیندی ہُو

دنیا کو ایک ایسی عورت سمجھو جو یا تو کسی منافق کے گھر میں یا کافر کے گھر میں بھلی معلوم ہوتی ہے۔ (یہ کافروں اور منافقوں کو ہی حاصل ہو سکتی ہے) یہ بناؤ سنگار کر کے کافروں اور منافقوں کو اس طرح اپنا فریفتہ بنا لیتی ہے۔ جیسے ایک فاحشہ عورت بن سنور کر بدمعاشوں کو فریفتہ کر لیتی

ہے۔ اور یہ بجلی کی طرح چمک چمک کر راستہ چلنے والوں (دنیاداروں) پر گرتی اور انہیں تباہ اور برباد کرتی رہتی ہے +

دل دریا سمندروں ڈونگھا غوطہ مار غواصی ہو ہر دم نال اللہ دے رکھن ذکر فکر کی آسی ہو	جیں دریا وچ نوش نہ کیتا رہسی جان پیاسی ہو اُس مرشد تھیں زن بہتر باہو جو فند فریب لباسی ہو

اے انسان! دل سمندر سے بھی گہرا ہے۔ اس کی حقیقت کی انتہا کو پہنچنا سخت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس میں غوطہ خوروں کی طرح غوطہ لگاؤ۔ ورنہ دریا پر نہ جانے اور پانی نہ پینے والے کی طرح تم پیاسے رہو گے (ذکر فکر میں مشغول نہ ہو گے۔ تو روحانی فیوض سے محروم رہو گے) ہر وقت ذکر اور فکر میں مشغول رہا کرو۔ اے باہو! فریبی اور مکار مرشد سے ایک فاحشہ عورت بدرجہا بہتر ہے +

دل کالے کنوں مُنہ کالا چنگا جے کوئی اِس نوں جانے ہو ایہ دل یار دے پچھے ہووے متاں یار بھی کدی پچھانے ہو	مُنہ کالا دل اچھا ہووے تاں دل یار پچھانے ہو باہو عالم چھوڑ مسیتاں نٹھ جدوں لگے نی دل ٹکانے ہو

اگر کوئی سمجھے۔ تو دل کے سیاہ ہونے سے مُنہ کالا ہونا اچھا ہے۔ خواہ مُنہ کالا ہو (دنیوی شان و شوکت کی بجائے ذلت چھائی ہو) لیکن دل روشن اور منور ہو (ذاکر ہو) تو معرفت الہٰی حاصل ہو جاتی ہے۔ چاہیے کہ دل اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار اور خوشنودی کا طالب ہو تا کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف نظر کرم فرمائے۔ اے باہو! جب علما کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ تو وہ علمیت کا دعوےٰ چھوڑ کر فقر میں داخل ہو جاتا ہے +

دل تے دفتر وحدت والا دائم کریں مطالعہ ہو اکو اسم اللہ دا رکھیں اپنا سبق مطالعہ ہو	ساری عمراں پڑھدیاں گذری جہلاں دے وچ جالیہ ہو دوہیں جہان غلام تینہاں دے باہو جنہاں دل اللہ سمجھالیہ ہو

اے انسان! تمہارے دل پر وحدت والا پورا دفتر لکھا ہے۔ دنیوی جھمیلوں سے بچ کر تنہائی میں ہمیشہ اس کا مطالعہ کرتے رہا کرو۔ تمہاری ساری عمر عام علوم پڑھنے میں اور ان کے لیے جنگلوں وغیرہ میں مارے مارے پھرتے گذری ہے۔ اب ان علوم کی صرف ایک الف (وحدت کامل) اپنا سبق بنا کر اسے ہمیشہ پڑھتے اور یاد کرتے رہا کرو۔ اے باہو! جس خوش

قسمت نے یہ سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کیا ہو ۔ دونوں جہان اُس کے غلام ہو جاتے ہیں اسے دونوں جہان کی یعنی عالم دنیا اور عالم آخرت کی یا عالم جسمانی اور عالم روحانی کی تمام نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۔

درد منداں دے دھوئیں دھکدے ڈردا کوئی نہ سیکے ہو
دھر وہ شمشیر کھلا سر اُتے ترس پوے تا تھیکے ہو
انہاں دھوآں دے تا گھر محرم ہووے تاں سیکے ہو
سر پر باہو رہندے ساہور نجناں سدا نہ سنا پکے ہو

عاشقوں کے عشق کی آگ اس تیزی سے بھڑک رہی ہے کہ عوام اس سے ڈر کر دور رہتے ہیں اس عشق میں گرمی ہے کہ سوائے محرم (جو خود عشق میں مبتلا ہو) کے اسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا (العشق نار یحرق ماسوی اللّٰہ) اے باہو! موت کی تلوار ہر وقت سر پر چمک رہی ہے! اللہ تعالےٰ رحم کرے ۔ تو موت آسان ہو سکتی ہے (ھوّن علینا سکرات الموت) اے باہو! تجھے ضرور اس دنیا سے کوچ کر کے دربار الٰہی میں حاضر ہونا پڑیگا ۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا میں نہیں رہو گے ۔

درد منداں دیاں آہیں کولوں پہاڑ پتھر دے جھڑدے ہو
درد منداں دیاں آہیں کولوں اسمانوں تارے جھڑدے ہو
درد منداں دیاں آہیں کولوں بھج ناگ زمین وچ وڑدے ہو
درد منداں دیاں آہیں کولوں باہو عاشق مول نہ ڈردے ہو

دردمندوں کی آہوں کے اثر سے سخت پتھروں کے پہاڑ گر جایا کرتے ہیں اور ان کے اثر سے سانپ دوڑ کر زمین (بلوں) میں گھس جاتے ہیں (موذی سے موذی جانور بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں) اور ان کے اثر سے زمین پر کی چیزیں تو ایک طرف آسمان کے ستارے بھی گر پڑتے ہیں ۔ لیکن اے باہو! دردمندوں کی آہوں سے عاشق بالکل نہیں ڈرا کرتے (کیونکہ وہ دردمندوں کے حامی ۔ غمخوار اور مددگار ہوتے ہیں دردمند اُن کے خلاف آہ کرتے ہی نہیں بلکہ اُن کے شکر گذار بن کر اُن کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں ۔

دنیا ڈھونڈن والے کتے در در پھرن حیرانی ہو
عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ہو
ہڈی اتے ہوڑ تنہاندی لڑدیاں عمر وہانی ہو
باہجوں ذکر ربے دے باہو کوڑی رام کہانی ہو

طالبانِ دنیا کی مثال کتوں کی سی ہے ۔ یعنی دنیا دار دنیا طلبی میں در در مارے مارے

پھرتے ہیں اور ایک ہڈی پر لڑ کر ساری عمر گذار دیتے ہیں۔ (دنیا کی معمولی معمولی چیزوں پر قبضہ کرنے کے لئے ساری ساری عمر آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں) وہ ایسے بے عقل ہوتے ہیں کہ پیاس (دنیا طلبی کی خواہش کی آگ) بجھانے کے لئے پانی (وسیلے اور ذریعے) تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اے باہو! اللہ تعالےٰ کے ذکر کے سوا باقی سب کام بیہودہ فضول اور بے نتیجہ ہیں ۔

دل دریا خواجہ دیاں لہراں گھمن گھیر ہزاراں ھو اِک دل دیبی جانیوں لگا تر جلے بھید یاں لہراں ھو	دہیں دلیلاں وچہ فکر دے بی انت بے شماراں ھو ہس کھیڈن سب بھلیا باھو جدعشق چو گھایاں دھاراں ھو

دل (قلب) کی مثال ایک ایسے سمندر کی سی سمجھئے جس میں بیشمار لہریں اٹھتی اور لاکھوں بھنور پڑتے ہیں۔ ایسا ہی دل میں بیشمار خیالات اور دلیلیں آتی رہتی ہیں۔ اس دنیا میں انسان کی مثال ایک ایسے پڑوسی کی سی ہے جو کسی کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہو لیکن بے سمجھی کے باعث نہ سمجھ سکے۔ کہ اس میں کس طرح کامیاب ہوں یا اس سے پیچھا چھڑاؤں۔ اے باہو! جب عشق نے اپنا اثر دکھایا ہو۔ تو سب عیش و عشرت بھول گئی ہو ۔

درد اندر دا اندر ساڈے باہر کراں تا گھائل ھو بحر سمند عشقے دا اھو ہر دم رہندا حائل ھو	حال اساڈا اکھیں والا جانن جو دنیا تے مائل ھو پہنچ حضور اساں باھو ساں نام تیرے دے مائل ھو

ہمارے دل میں درد (عشق) سمایا ہوا ہے اس کا اظہار کریں تو بڑی خرابیاں پیدا ہوں۔ دنیا دار ہمارے دل کا حال نہ جان سکتے ہیں۔ نہ سمجھ سکتے ہیں عشق ایک سمندر کی طرح ہر دم ہمارے سامنے اور ارد گرد حائل رہتا ہے۔ یا اللہ! اس سے تیرے فضل کے بغیر پار اترنا سخت مشکل ہے۔ ہمیں تیری ذات پاک سے امید ہے کہ تو ہمیں صحیح سلامت پار اتارے گا۔ (کامیابی کی منزل مقصود پر پہنچائیگا) ۔

ردیف ذ

ذاتے نال نہ ذاتی رلیا سو کذاب سدیوے ہُو
نفس کتے نوں بنھ کراہاں چا قیمہ قیمہ کچیوے ہُو
ذات صفات توں مہنہ آوے جدوں ذاتی شوق نہ پیوے ہُو
تے نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

جو فنا فی اللہ نہیں ہُوا۔ وہ کذاب (جھوٹا) کہلائیگا۔ چاہئے کہ نفس امارہ کو قتل کرکے اس کا قیمہ کردیں۔ (اُسے بالکل فنا کردیں) جب تک انسان کو مکمل طور پر عشق الٰہی حاصل نہ ہو۔ اُسے ذات وصفات باری تعالےٰ سے بےتعلقی اور دوری سی رہتی ہے۔ اے باہو! فقیر کہلانے کے در اصل وہی حقدار ہیں جن کی قبریں (مُردے) بھی زندہ ہیں۔ (وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰـكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی راہ میں قتل کیا گیا ہو اُسے مرا ہوا نہ کہا کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں لیکن تم اُن کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے ہو)

ذکر فکر سب اُرے اُریرے جان فدا نہ فانی ہُو
فدا فانی تنہاں حاصل ہووے جیہڑے وسن لامکانی ہُو
فدا فانی اُنہاں نوں ہویا جنہاں چکھی عشق دی کانی ہُو
باہُو ہُو دا ذکر کریندا ہردم یار نہ ملیا جانی ہُو

ذکر اور فکر فنا فی اللہ کے ابتدائی مرحلے ہیں۔ فنا فی اللہ کا درجہ انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو لامکان کے ساکن ہوتے ہیں (ہردم انوار تجلیات کی زیارت میں محو رہتے ہیں) اور فنا فی اللہ کا درجہ حاصل ہونے کا ذریعہ صرف عشق الٰہی ہی ہے۔ اے باہو جب تک وصال باری تعالےٰ حاصل نہ ہو ھُو کا ذکر (عشق الٰہی) ہردم بھی کرتا رہتا ہے۔ فنا فی اللہ ہو چکنے کے بعد اطمینان کامل حاصل ہو جاتا ہے عشق والی پریشانیاں باقی نہیں رہتیں

ذکر کنوں کر فکر ہمیشہ ایہ لفظ تکھا تلواروں ہُو
کڈھن آہیں جان جلاون فکر کرن اسراروں ہُو
فکر دا پھٹیا کوئی نہ جیوے پٹے مڈھ پہاڑوں ہُو
حق دا کلمہ آکھیں باہو رب رکھے فقر دی ہاروں ہُو

ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ فکر میں محو رہنا چاہئے (ذکر کے ساتھ ساتھ تصور بھی قائم رکھنا چاہئے) کیونکہ یہ نہایت تیز تلوار سے بھی زیادہ موثر ہے۔ عاشق لوگ ہمیشہ عشق کی تیزی میں جان جلاتے آہیں نکلنے کے

ساتھ ساتھ اسرار ذات وصفات ربانی کے خیالات میں بھی محو رہا کرتے ہیں۔ جو لوگ تصوّر ذات وصفات الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں انہیں فنا فی اللہ کا درجہ ضرور نصیب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ پہاڑ جیسی سخت اور مضبوط طبیعتوں کو بھی تبدیل کر کے چھوڑتا ہے۔ اے باھو حق بات کہنا۔ اللہ تعالےٰ فقر کی نامرادی سے بچائے رکھے +

ردیف ر

راہ فقر دا پرے پریرے اوڑک کوئی نہ دسّے ہو
ایہہ دنیا بت پرستی مت کوئی اس تے وسّے ہو
نہ اوتھے علم نہ پڑھن پڑھاون نہ اوتھے مسئلے قصے ہو
موت فقیری جیں سر آوے باھو علم ہووے تسے ہو

فقر (معرفت الٰہی) کا راستہ بہت لمبا ہے جس کی انتہا کہیں نظر نہیں آتی: فقیر اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس کا کچھ کچھ حصہ طے کر سکے ہیں۔ اس کے انجام کو آج تک کوئی نہیں پہنچا (یعنی ذات و صفات باری تعالےٰ کو مکمل طور پر کوئی بھی سمجھ نہیں سکا) اس کی حقیقت دنیوی علوم و فنون تعلیم و تعلم اور قصص و حکایات سے ہرگز معلوم نہیں ہو سکتی۔ یہ دنیا تری بت پرستی ہے۔ کسی کو اس کی طرف مائل ہونا اور اس پر فریفتہ ہونا نہیں چاہئے۔ علیم وہی ہو سکتا ہے جسے مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کا درجہ نصیب ہو جائے +

راتیں رتی خواب نہ آوے دیہاں بہت حیرانی ہو
کر عبادت کجھ حاصل تھیوے ایویں ضائع گئی جوانی ہو
عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ہو
حق حضور تنہاں نوں باھو جنہاں ملیا پیر جیلانی ہو

عارفان اور عاشقان الٰہی کو رات کو پل بھر بھی نیند نہیں آتی (ذرا بھی غفلت طاری نہیں ہوتی) اور دن کو بھی انہیں آرام اور چین نصیب نہیں ہوتا (ذکر فکر سے دم بھر بھی غافل نہیں ہو سکتے) عارف کی بات (حالت) عارف ہی سمجھ سکتے ہیں۔ نفس پرست جان اور سمجھ نہیں سکتے۔ اے انسان! تیری جوانی تو غفلتوں میں ضائع ہو گئی ہے۔ اب تو عبادت کرو۔ تاکہ کچھ حاصل کر سکو۔ اے باہو! وصال باری تعالےٰ انہیں کو حاصل ہو سکتا ہے جنہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب ربانی قدس سرہ العزیز (جیسا) مرشد کامل نصیب ہو +

ر روزے نفل نمازاں تقوے سبھے کم حیرانی ہو — انہیں گلیں رب حاصل ناہیں خود خوانی خود دانی ہو
ہمیش قدیم جلیندا ملیو سو بار ماراں نہ جانی ہو — درد وظیفے تھیں چھٹ ریہسی باھو جد ہو رہسی فانی ہو

دنیاداروں کی طرح رسمی طور پر بے توجہی سے رکھے ہوئے روزے نفل نمازیں اور تقوے سب کام لاحاصل ہیں۔ ایسی حالت میں انہیں حقیقتاً عبادت الٰہی نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ ایک طرح سے یہ نفس پرستی میں شامل ہیں۔ اور ان سے وصال باری تعالےٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اے باھو! جب فقیر فنافی اللہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے تو ان رسمی ورد وظائف کو چھوڑ کر ہمیشہ ذکر اور فکر میں محو رہنے لگتا ہے۔ (جیسے کہ جب کھانا پک کر تیار ہو جائے۔ تو اس کی تیاری کے سارے کاموں سے فراغت حاصل ہو جاتی ہے)+

ر راتیں نیں رت ہنجوں روون ڈیہاں غمزہ غم دا ہو — پڑھ توحید وڑیا تن اندر سکھ آرام نہ سم دا ہو
سر سولی تے چا ٹنگیونے ایہا راز پرم دا ہو — سدا ہو کو ہیوے باھو قطرہ رہے نہ غم دا ہو

طالب الٰہی رات کو بھی خون کے آنسو بہاتا رہتا ہے۔ اور دن کو بھی غموں میں ڈوبا رہتا ہے۔ وہ توحید کا سبق پڑھ کر قلب کی طرف ایسا مائل ہوتا ہے کہ اُسے کبھی چین سے سونا نصیب نہیں ہوتا۔ عشق لگنے کی مثال یوں سمجھئے جیسے کسی کو سولی پر لٹکا دیا گیا ہو۔ تاکہ وہ ایسا ذبح ہو کہ اُس کے جسم میں غم کی ایک بوند تک نہ رہے۔ (دوئی اور جدائی کی تڑپ سے فارغ ہو کر دائمی اطمینان قلب حاصل ہو جائے)+

ر رات اندھیری کالی دے وچ عشق چراغ کرسندا ہو — جیندی سک تھیں دل نہ ہوویں توڑے نہیں آواز سناندا ہو
اوجھڑ جھل تے مارو بیلے اوتھے دم دم خوف شینہاندا ہو — تھل جل جنگل گئے جھگیندے باھو کامل نینہہ جنہاندا ہو

عشق الٰہی (دوئی اور جدائی کی) کالی رات میں اُجالا پیدا کر دیتا ہے۔ اور جس کی محبت میں دل میں عجز و نیاز پیدا ہوا ہو۔ خواہ اُس کی آواز سنائی نہ دے۔ (اس کے انوار تجلیات نظر آنے لگتے ہیں) عشق کی منزل کے متعلق یوں سمجھئے وہ غیر آباد گھنے جنگل ہیں۔ یا دریا کے کنارے پر کے خاردار بیلے ہیں جنہیں ہر وقت درندوں کے حملوں کا خوف لگا رہتا ہو۔ لیکن اے باھو! جن لوگوں کا عشق صادق ہو۔ وہ ان سب خطرناک مقامات سے گذر جاتے ہیں +

راہ فقر دا تد لدھوسی جد ہتھ پھڑیوسی کاسہ ہو
دریا وحدت دا نوش کیتوس اجاں بھی جی پیاسہ ہو
تارک دنیا تد تھیوسیں جد فقر ملیوسی خاصہ ہو
راہ فقیری تے ہنجوں دِن باہو لوکاں بھانے ہاسہ ہو

فقر کا راستہ اس وقت ملا۔ جب دنیوی طمع اور لالچ ترک کر کے صبر و قناعت اختیار کی۔ اور جب فقر حاصل ہوا تب تارک الدنیا ہو سکے۔ فقیر وحدت کا سمندر پی کر بھی پیاسا ہی رہتا ہے (اور بلند سے بلند درجات کا طالب رہتا ہے)۔ اے باہو! عام لوگوں نے فقیری کو معمولی سی بات خیال کر رکھا ہے۔ لیکن یہ دراصل بڑی کٹھن منزل ہے۔

راتیں خواب نہاں ہرگز جہڑے اللہ والے ہو
نال نظارے رحمت والے کھڑے حضوروں پالے ہو
باغ نوالے بوٹے وانگوں طالب نت سنبھالے ہو
نام فقیر تنہاندا باہو جو گھر بیٹھیاں یار وکھالے ہو

اللہ والے راتوں کو بھی ہرگز سوتے نہیں (غفلت ان پر طاری نہیں ہوتی۔ ذکر اور فکر برابر جاری رہتا ہے) ان کی مثال باغ کے پودوں کی سی سمجھیے۔ جو ہمیشہ آٹھوں پہر کھڑے رہتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے کھڑے کھڑے ہی پلتے اور پروان چڑھتے رہتے ہیں۔ اے باہو، فقیر انہیں کہنا چاہیے جو مرید کو گھر بیٹھے یار دکھلا دے (انوار تجلیات سے مالا مال کر دے)۔

رحمت اُس گھر وچ وسے جتھے بلدے دیوے ہو
عقل فکر دی بیڑی اوتھے پہلے پور ڈبیوے ہو
عشق ہوائی چڑھ گئے فلک تے کتھے جہاز گھتیوے ہو
ہر جا جانی دِسے باہو کتول نظر کچھیوے ہو

جس گھر میں چراغ روشن ہوں، رحمت (رونق اور برکت) اسی گھر میں دکھائی دیتی ہے۔ عشق کی مثال یوں سمجھیے جیسے آتش بازی ہوائی دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جاتی ہے اور نظروں سے غائب ہو جاتی ہے (اسی طرح سے عاشقانِ صادق درجات عالیہ میں اس قدر جلدی سے ترقی کرتے ہیں۔ اور اتنے بلند درجات پر پہنچ جاتے ہیں کہ لوگ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے) ایسے مقامات پر عقل اور سمجھ کچھ کام نہیں دیتے۔ اے باہو! ہمیں ہر طرف مناظر قدرت اور ذات خداوندی کے جلوے نظر آتے ہیں۔ ہم کدھر دیکھیں اور کدھر نہ دیکھیں۔ (فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ)۔

ردیف ز

زبانی کلمہ ہر کوئی آکھے دل دا پڑھدا کوئی ھُو
دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار گلوئی ھُو
جتھے کلمہ دل دا پڑھئے اوتھے جیبھ نہ ملنے ڈھوئی ھُو
کلمہ یار پڑھایا باھُو میں سدا سوہاگن ہوئی ھُو

زبانی زبانی تو کلمہ شریف سبھی لوگ پڑھتے ہیں۔ لیکن دل کا کلمہ (دلی توجہ سے) کوئی کوئی پڑھتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے "مُونہوں توبہ دلوں نہ توبہ اِس توبہ توں کر توبہ"
اور اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا ہے۔ کہ لوگو! مستی (و غفلت) کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جب تک تم یہ نہ سمجھ رہے ہو کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں (کس سے کہہ رہے ہیں اور کیوں کہہ رہے ہیں) جہاں دل کا کلمہ پڑھا جائے۔ وہاں زبانی زبانی کلمہ شریف پڑھنے کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی۔ دل کا کلمہ عاشق لوگ پڑھا کرتے ہیں۔ عوام اس سے بالکل نامحرم ہوتے ہیں۔ اے باھُوؒ مجھے مرشد صاحبؒ نے دل کا کلمہ پڑھا دیا ہے۔ جس سے میں سوہاگن ہو گئی ہوں (آوارہ اور بیوہ عورت کی طرح بے یار و مددگار نہیں رہ گئی) +

زاہد زہد کریندے تھکے روزے نفل نمازاں ھُو
جیڑی مکھی قید شہد وچہ ہوئی کی اُڈسی نال شہبازاں ھُو
عاشق غرق ہوئے وچ وحدت اللہ نال محبت رازاں ھُو
جنہاں مجلس نال نبی دے باھُو اوہ ملدے رازاں نیازاں ھُو

زاہد لوگ رسمی طور پر نفل پڑھ پڑھ کر اور روزے رکھتے رکھتے تھک گئے۔ لیکن اُن کے مقابلہ میں عاشق لوگ وحدت میں مصروف اور محو ہو کر اللہ تعالےٰ کی محبت کے رازوں سے واقف ہو رہے ہیں۔ مثلاً جو مکھی شہد میں گر پڑے۔ وہ شہبازوں کے ساتھ اُڑنے کا مقابلہ کب کر سکتی ہے۔ اے باھو! جن کی مجلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے (ذات نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور میں محو ہیں) وہ راز و نیاز (فقر) سے مالا مال ہو جاتے ہیں +

ردیف س

س سوزکنوں تن سڑیا سارا ئیں تے ڈکھاں ڈیرے لائے ہُو — کوئل وانگ کوکیندی تاں تاں متاں مولا مینہ وسائے ہُو
بول پپیہا رُت ساون آئی تاں تیرے دن ضائع ہو — ثابت قدم تے قدم اگوہاں باہُو تینوں ایہ گل یار ولائے ہُو

میرا سارا جسم سوز وگداز سے جل بل گیا ہے۔ اور دُکھوں نے مجھے گھیر رکھا ہے۔ اور میں کوئل کی طرح پکارتا پھرتا ہوں۔ کہ کہیں اللہ تعالےٰ (اپنی رحمت کا) مینہ برسائے (اور مجھے اِس سوز وگداز کی گرمی سے امن چین نصیب ہو۔ اے پپیہے (انسان) اللہ تعالےٰ کی محبت کا موسم آگیا ہے۔ بول! (زور شور سے ذکر کر) تاکہ (زندگی کے یہ دن یونہی ضائع نہ جائیں۔ اے باہُو! تیرا یار (اللہ تعالےٰ) تجھے بھی فرماتا ہے کہ ثابت قدم رہتے ہوئے آگے ہی قدم بڑھاتے (کوشش کرتے) جاؤ +

س سے پڑھ پڑھ نفل نمازاں سجدہ کر کر تھکے ہُو — سے واری مکے حج گذارن دل دی دوڑ نہ مکے ہُو
چلے چلیے جنگل بھوناں اس گل تھیں نہ پکے ہُو — سب مطلب حاصل ہوندے باہُو جد پیر نظر اک تکے ہُو

بہت سے لوگ سینکڑوں نمازیں اور نوافل پڑھ پڑھ کر اور سجدے کرتے کرتے تھک گئے۔ اور انہوں نے کئی بار حج بھی کئے۔ مگر اُن کے دل کی دَوڑ دھوپ ختم نہیں ہوئی (کامیابی حاصل ہوکر اطمینان قلب نصیب نہیں ہُوا) انہوں نے کئی بار اعتکاف کرنے کو چلے کاٹے! آبادی چھوڑ کر دل کی یکسوئی کے لئے جنگلوں میں مارے مارے پھرتے رہے لیکن منزل مقصود کو نہیں پہنچے۔ اے باہُو۔ اِن سب باتوں کی بجائے پیر صاحب کی صرف ایک ہی توجہ سے سب مطلب حاصل ہو جاتے ہیں۔ (بیڑا پار ہو جاتا ہے) +

س سبق صفاتی سوئی پڑھدے جو وت ہیسن ذاتی ہُو — علموں علم انہانوں ہویا اصلی تے اثباتی ہُو
نال محبت نفس کُٹھونے کڈھ قضا دی کاتی ہُو — پر باہُو بہرہ خاص انہانوں جنہاں لدھا آب حیاتی ہُو

صفاتی سبق نرم طبیعت اور متواضع دل والے لوگ پڑھا کرتے ہیں۔ انہیں ظاہری علم سے اصلی اور اثباتی علم ہو جاتا ہے۔ وہ تقدیر کی چھری سے (خدائی) محبت سے (سرشار ہوکر) نفس کو ذبح کر دیتے ہیں (محبت الٰہی میں مشغول ہوکر موتوا قبل ان تموتوا کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں)

لیکن باھوؒ خاص حصہ (کمال معرفت) انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جنہیں آبِ حیاتی (بقا باللہ) حاصل ہو جائے ÷

س سب تعریف کو تشیر کرے کارن دُرّ بحر دے ہُو
چھپیاں حرفاں دے سخن اٹھاراں اُنہے دو دو معنی دھردے ہُو
شش نال تے شش زمیناں شش پانی اُتے تردے ہُو
پر باھو حق پچھانیوں ناہیں پہلے حرف سطر دے ہُو

سب علما اور فقرا سمندر سے موتی نکالنے (وصال باری تعالےٰ حاصل کرنے) کے لئے کوشش کیا کرتے ہیں۔ وہ چھ آسمانوں اور چھ زمینوں (عالم علوی و سفلی) کے چھ سمندروں میں تیرتے پھرا کرتے ہیں۔ ان چھ حرفوں کے اٹھارہ مطلب ہیں۔ اور پھر ہر ہر مطلب کے دو دو معنے (ظاہر اور باطن) ہوتے ہیں۔ (باوجود اتنی محنتوں اور کوششوں کے) اے باھوؒ انہوں نے پہلی سطر (ازل) کے پہلے حرف (الف۔ وحدت خداوندی) کا حق نہیں پہچانا (کثرت کے خیالات میں ہی ڈبکیاں لگاتے رہے) ÷

س سن فریاد پیراں دیا پیرا میں آکھ سناواں کنہوں ہُو
چھول نہ کاغذ بدیاں والے در توں دھک نہ مینوں ہُو
تیرے جہا مینوں ہور کوئی ناں میں جیہاں لکھ تینوں ہُو
میں وچ ایڈ گناہ نہ ہوندے باھو توں بخشیندوں کنہوں ہُو

اے پیر پیراں (نبیوں اور رسولوں کے رہنما) (اللہ تعالےٰ) میری فریاد سنیئے۔ میں آپ کے سوا کسے دردِ دل سناؤں (کیونکہ تیرے سوا کسی اور کو مخاطب کرنا شرک ہے) میرے لئے آپ جیسا اور کوئی بھی نہیں (اللہ تعالےٰ واحد بے مثل اور بے مثال ہے) لیکن میرے جیسے تیرے بندے لاکھوں (بلکہ بے انت بیشمار) ہیں۔ (یا غفور رحیم) میرے گناہوں کا دفتر نہ کھولئے۔ اور مجھے اپنی درگاہ عالیہ مقدسہ سے باہر نہ دھکیل دیجئے۔ یا اللہ! آپ کی عفو و مغفرت بھی آخر کہیں کام آنی ہی تھی نہ۔ اگر مجھ میں اتنے گناہ نہ ہوتے تو آپ کی عفو و مغفرت کس کام آتی۔ اور آپ کسے بخشتے ÷

س سن فریاد پیراں دیا پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ہُو
شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری خبر لیو جھٹ کر کے ہُو
میرا بیڑا اڑیا وچ کپر اندے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ہُو
پیر جہاندا میراں باھو سوئی کدھی لگدے تر کے ہُو

اے پیر پیراں میری عرض مہربانی کر کے پوری توجہ سے سنئے۔ میرا بیڑا ایسے خطرناک سمندر میں آپڑا اور رکا ہوا ہے جہاں (پانی کے زبردست سے زبردست جانور) مگرمچھ تک ڈر کر نہیں جاتے۔

اے شاہ جیلانی محبوب سُبحانی مہربانی کر کے میری خبر جلدی سے لیجیۓ (میرے حال پر جلدی سے مہربانی کر کے توجہ اور دعا سے بیڑا پار کرائیے) اے باہو! (تسلّی رکھو) جن کے مرشد، ہادی اور رہنما حضرت محبوب سُبحانی سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ ضرور (خطرات کے سمندر سے نکل کر اطمینان کامل کے) ساحل پر پہنچ جاتے ہیں۔

ردیف ش

ش شور شہر تے رحمت وسّے جتھے باھُو جالے ہُو
باغبان دے بوٹے وانگوں طالب نت سمھالے ہُو
نال نظارے رحمت والے کھڑا حضوروں پالے ہُو
نام فقیر تنہاندا باھُو جہڑا گھر وچہ یار وکھالے ہُو

اللہ تعالےٰ شہر شور کوٹ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ جہاں باہو رہتا ہے۔ جس طرح مالی اپنے لگائے ہوئے پودے کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اس شہر پر اپنی نظرِ رحمت رکھا کرے۔ اور اپنی رحمت سے اسے پالے پوسے (ترقیاں عطا فرمائے) اے باہو! فقیر اس شخص کا نام ہے (مرشد کامل وہی کہلانے کا مستحق ہے) جو مرید کو گھر بیٹھے یار ملاوے (اسی طرح مجھے اللہ تعالےٰ دربدر نہ پھرائے۔ شور کوٹ میں رہتے ہوئے اپنا وصال نصیب کرے۔

ردیف ص

ص صفت ثنائیں مول نہ پڑھدے جہڑے جا پہتے وچ ذاتی ہُو
علم عمل اُنہاں نوں چہ ہووے جہڑے اصلی تے اثباتی ہُو
نال محبت نفس کُٹھوتے کٹھن رضا دی کاتی ہُو
چوداں طبق دلے دے اندر باھُو پا اندر دی جھاتی ہُو

جنہیں فنا فی اللہ اور وحدت الوجود کا درجہ نصیب ہو جائے! اُنہیں اوراد و وظائف پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ (کیونکہ اوراد و وظائف وحدت الوجود کا درجہ حاصل کرنے کے لئے ہی پڑھے جاتے ہیں جب وہ نصیب ہو جائے تو اُن کی کیا ضرورت۔ پھر ہر وقت انوار تجلّیات میں محوفیت قائم رہتی ہے) جنہیں یہ درجہ نصیب ہو جائے! انہیں علم و عمل دونوں میں کمال حاصل ہو چکا ہوتا ہے۔ اور ایسے شخص وہی ہوتے ہیں جو رضائے الٰہی کی طلب میں نفس کشی کرتے ہیں۔ اے باہو، چودہ طبق (زمین و آسمان کے دنیا و آخرت کے یا جسمانی اور روحانی تمام راز تیرے قلب میں موجود ہیں۔ تم اپنے اندر دیکھو (قلب

کی ماہیت معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ اور اُس کے خواص سے فائدہ اٹھاؤ) +

ص صورت نفس امّارہ دی کوئی کتا گل ہو نہالا ہو — کوہے توکے لہو پیوے کھاندا چرب نوالا ہو
کھبّے پاسیوں اندر بیٹھا دل تے نال سمبھالا ہو — ایہ بدبخت ہے بھکھا باھو اللہ کرسی ٹالا ہو

نفس امارہ ایک ایسے کُتے کی مانند ہے۔ جو جانوروں کو پھاڑتا کھاتا۔ ان کا لہو پیتا اور مزے لے لے کر حسب منشا اُن کا گوشت کھاتا ہو۔ اس کا مقام ہمارے سینے میں دل کے قریب ہے۔ (ہر وقت قلب انسانی میں وسوسے ڈالتا اور اس سے اپنے حسب منشا کام کراتا ہے) اے باہو! یہ بدبخت بھوکا ہے (اُس کی بھوک کبھی دُور ہونے میں ہی نہیں) اور ہر وقت کھانا مانگتا ہے (انسان کو اپنے ڈھب پر چلانا اور اپنے حسب منشا کام کرانا چاہتا ہے) اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ جو ہمیں اُس کے شر سے بچائے رکھے +

ردیف ض

ض ضروری نفس کتے نوں چا قیما قیم کچیوے ہو — نال محبت ذکر اللہ دا دم دم پیا پڑھیوے ہو
ذکر کنوں حق حاصل ہوندا ذات دِسیوے ہو — دوہیں جہان غلام تنہاندے باھو جنہاں ذات لبھیوے ہو

ضروری ہے کہ اس کتے نفس امارہ کو قتل کر کے اس کا تکا بوٹی اُڑا دیجائے۔ (اُس کی خواہشات سے مکمل کنارہ کشی کر کے مُوتوا قبل ان تموتوا کا درجہ حاصل کر لیا جائے) تاکہ محبت کامل سے دمبدم ذکر الٰہی جاری رہا کرے۔ ذکر الٰہی کے ذریعے ہی وصال باری تعالےٰ اور وحدت الوجود کا درجہ نصیب ہوا کرتا ہے۔ اے باھو! جنہیں وحدت الوجود اور فنا فی اللہ کا درجہ نصیب ہو جائے۔ دونوں جہان اُن کے غلام ہو جاتے ہیں (وہ دونو جہانوں کی نعمتوں کے مالک بن جاتے ہیں +

ردیف ط

ط طالب غوث الاعظم والے شالا کدے نہ ہوون ماندے ہو — جیندے اندر عشق دی رتی رہن سدا کرلاندے ہو
جینوں شوق ملن دا ہووے لے خوشیاں تد آندے ہو — دوہیں جہان نصیب تنہاندے باھو جہڑے ذاتی اسم کماندے ہو

یا اللہ! حضرت پیران پیر محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مرید کبھی (جسمانی اور روحانی امراض سے) بیمار نہ ہونے پائیں (ان کے اندر عشق ٹھاٹھیں مارتا ہوتا ہے) اور جن میں رتی بھر بھی عشق موجود ہو وہ ہمیشہ خوش و خورم رہا کرتے ہیں جنہیں اُن کی ملاقات اور زیارت کا شوق ہو وہ رہ بڑی خوشی سے آتے ہیں اور خوشیاں حاصل کر لیتے ہیں۔ اے باہو! جو شخص ذاتی اسم کماتے ہیں (اللہ کے ورد میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں) انہیں دو جہان کی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں ؂

ط طالب بن کے طالب ہوویں اوسے نوں چا گاویں ہُو
سچا راہ ہادی دا پھڑ کے اوہو توں ہو جاویں ہُو
کلمے اوں ذکر کماویں کلمے دے نال نہلاویں ہُو
اللہ تینوں پاک کریسی باھو جے ذاتی اسم کماویں ہُو

اے باہو! پیر صاحب کے مرید بن کر (وصال باری تعالےٰ کے) طلب گار بن جانا۔ اور ہر وقت اسی کے ذکر میں مشغول رہنا۔ اور مرشد کامل کا دامن پکڑ کر ہو بہو وہی بن جانا (فنا فی الشیخ کا درجہ حاصل کر لینا) اور کلمہ طیبہ کا ذکر جاری رکھنا۔ اور اسی کے ذکر سے تمام روحانی کثافتیں اور سیاہیاں دھو ڈالنا۔ اگر اسم ذاتی کا ورد جاری رکھو گے تو (انشاء اللہ العزیز) اللہ تعالےٰ تمہیں تمام غلطیوں۔ خطاؤں۔ لغزشوں اور گناہوں (صغائر اور کبائر) سے پاک کر دیگا ؂

ردیف ظ

ظ ظاہر دیکھاں جانی تائیں نالے اندر سینے ہُو
برہوں مار رہی میں نت پھراں مینوں مست لوک نابینے ہُو
میں دل وچ جیہڑا شوہ پایا لوک جاون مکے مدینے ہُو
کہے فقیر میراں دا باھو سب دلاں دے وچ خزینے ہُو

میں جانی یار (اللہ تعالےٰ کے انوار تجلیات) کو ظاہر (تمام مخلوقات) میں بھی دیکھتا ہوں۔ اور اپنے اندر (باطن یعنی قلب) میں بھی۔ میں عشق الٰہی میں مبتلا رہ کر روز مارا مارا پھرتا ہوں۔ تو اندھے (عشق کی حقیقت سے ناآشنا) لوگ مجھ پر پھبتیاں کستے اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ لوگ تو یہ سمجھ کر کہ حج کرنے اور روضہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت سے وصال باری تعالےٰ نصیب ہوتا ہے) مکے اور مدینے جاتے ہیں۔ لیکن میں نے اپنے قلب میں ہی شوہ پا لیا ہے۔ (صفائی قلب حاصل کر کے انوار تجلیات میں کامیاب ہو گیا ہوں) حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ کا

مرید کو کہتا ہے کہ سب خزانے ہمارے دلوں میں موجود ہیں ۔ انہیں قلب کی طرف متواتر کامل توجہ سے حاصل کر سکتے ہیں) ۔

ردیف ع

ع عشق سمندر چڑھ گیا فلک تے کتول جہاز کچیوے ھو
عقل فکر دی ڈونڈی نوں چا پہلے پور بوڑیوے ھو
کڑکن کپڑ پوون لہراں جاں وحدت وچ تڑیوے ھو
جس مرنے تھیں خلقت ڈردی باھو عشق مرے تاں جیوے ھو

عشق کی مثال ایک ایسے طوفانی سمندر کی سی سمجھئے جس کی لہریں آسمان تک بلند ہو رہی ہوں ۔ اب ہم اپنا جہاز (اپنی ہستی) اس سے کس طرح بچائیں ۔ کیونکہ یہ سمندر عقل و ہوش کی کشتی کو پہلے ہی وار میں ڈبو دیتا ہے ۔ (عشق میں مبتلا ہو کر انسان اپنی ہستی کو بھلا بیٹھتا ہے) جب وحدت کے سمندر میں داخل ہوں تو لہریں شور مچاتی ہوئی اور اٹھتی ہوئی پیش آتی ہیں ۔ لوگ جس موت سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں ۔ عاشق اس موت کا مزہ چکھ لے (مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا یعنی فنائے کامل حاصل کرلے) تو اسے ہمیشہ کی زندگی نصیب ہو جاتی ہے (وَلَا تَقُولُوا لِمَن یُّقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتٌ بَل اَحیَآءٌ وَّلٰکِن لَّا تَشعُرُونَ ۔ اور قتل فی سبیل اللہ کا ذریعہ صرف جہاد ہی نہیں جو ہمیشہ برپا نہیں ہوتا ۔ بلکہ عشق الٰہی بھی اس کا ایک ذریعہ ہے) ۔

ع عشق مؤذن دتیاں بانگاں تنبن کنّن پیوسی ھو
خون جگر دا گڈھ کراہاں نیوصاف کتیوسی ھو
سن تکبیر فنا فی الله مرن محال تھیوسی ھو
پڑھ تکبیر تھیوسی واصل باھو تاں شکر کیتوسی ھو

عشق نے مؤذن بن کر اذان دی (حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ آئیے نماز پڑھنے کو ۔ حَیَّ عَلَی الفَلَاح نجات حاصل کرنے کو آئیے) جب اس کی آواز ہمارے کان میں پہنچی ۔ تو ہم نے روحانی نماز ادا کرنے اور نجات کامل حاصل کرنے کے لئے خون جگر سے وضو کیا ۔ (تمام خواہشات نفسانی کو تباہ کر کے نماز عشق ادا کرنے کی تیاری کی) فنا والی تکبیر (لا الٰہ الا اللہ) سن کر ہمیں مرنا محال ہو گیا تو ہم تکبیر (اللہ اکبر) پڑھ کر دربار الٰہی میں حاضر ہو کر واصل بحق ہو گئے اور سجدہ شکر بجا لائے ۔

ع عاشق پڑھن نماز پرم دی جیس وچ حرف نہ کوئی ہُو
اکھیں نیر تے خون جگر دا اوتھے وضو پاک کریوئی ہُو
جیہا کہیا نیت نہ سکے اوتھے دردمنداں دل دھوئی ہُو
باہو جیبھ نہ ہلے ہونٹ نہ پھڑکن خاص نمازی سوئی ہُو

عاشق عشق کی نماز پڑھتے ہیں جس میں (قرأت اور تلاوت کا) کوئی حرف نہیں ہوتا۔ اسے سوائے دردمندوں (عاشقوں) کے کوئی عام انسان ادا نہیں کر سکتا۔ اُسے ادا کرنے کے لئے پانی کی بجائے خون کے آنسوؤں اور جگر کے خون سے وضو کرنا پڑتا ہے۔ اے باہو (اصل) نمازی وہی ہیں جو ایسی نماز پڑھتے ہیں۔ جس کے ادا کرنے میں نہ زبان ہلتی ہے نہ ہونٹ ہلتے ہیں یعنی تلفظ ادا کرتے ہوئے بول کر نہیں پڑھی جاتی۔

ع علموں باجھ کوئی فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہُو
غفلت کنوں نہ کھلسن پردے دل جاہل بت خانہ ہُو
سے ورہیاں دی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہُو
میں قربان تنہاں دے باہو جنہاں ملیا یار یگانہ ہُو

اگر (اللہ تعالٰے کی ذات۔ صفات۔ توحید۔ قدرت اور احکام کے) علم کے بغیر کوئی شخص وصال باری تعالٰے حاصل کرنا چاہتا ہے تو سمجھئے کہ وہ دیوانہ اور پاگل ہے۔ اور وہ کفر کی حالت میں ہی مریگا۔ ایسا شخص (اس علم کے بغیر) کئی صدیاں عبادت کرتا ہے، تو بھی وہ عارف باللہ نہیں ہو سکتا۔ ایسے جاہل کا دل ایک بت خانہ سمجھئے جس پر پڑے ہوئے غفلت کے پردے کبھی کھلنے نہیں پائیں گے۔ (اسی لئے اسے حق اور باطل میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ اے باہو! میں اُن لوگوں پر قربان جاؤں جنہیں وصال باری تعالٰے نصیب ہو گیا۔

ع عاشق ہوویں تے عشق کماویں دل رکھیں وانگ پہاڑاں ہُو
منصور جیہے چک سولی دتے جیہڑے واقف کل اسراراں ہُو
لکھ لکھ بدیاں ہزار الاہمے کر جانیں باغ بہاراں ہُو
سجدیوں سر نہ چائیے باہو توڑے کافر کہن ہزاراں ہُو

اے انسان! عاشق بن جا۔ اور عشق کما۔ اور دل کو پہاڑ کی طرح مضبوط رکھ۔ لوگ اگر تمہیں طعنے دیں کروڑوں الزام لگائیں اُن کی پرواہ تک نہ کر (جیسے کسی نے کہا ہے ؎

طعنے سُن سُن رحمتوں کے ہنستے ہیں دیوانہ وار ..... الخ

ان ظاہر بین لوگوں نے منصور جیسے عارف کامل بزرگوں کو سولی پر چڑھا دیا۔ اے باہو! انسان کو چاہیئے کہ سجدے سے سر نہ اُٹھائے (عشق سے باز نہ آئے) خواہ کافر لاکھوں باتیں بنائیں۔

ع عاشق عشق ماہی دے کولوں کدی نہ تھیسندے ماندے ہو
ہکپل مول آرام نہ آوے دن رات پھرن کرلاندے ہو
نیند حرام تنہاں تے ہوئی جہڑے ذاتی اسم کماندے ہو
جنہاں الف صحیح کر پڑھیا باھو واہ نصیب تنہاں دے ہو

عاشق لوگ عشق الٰہی سے کبھی فارغ نہیں ہوتے۔ جو لوگ اسم ذاتی (اللہ) کا ورد کرتے ہیں انہیں نیند کبھی نہیں آتی۔ (وہ ذکر سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ دن رات سوتے جاگتے ذکر میں مصروف رہتے ہیں) وہ دن رات ذکر کرتے پھرتے ہیں۔ ایک دم بھر بھی اس میں کوتاہی نہیں کرتے۔ اے باھو جنہوں نے الف (اللہ) صحیح کر کے پڑھا۔ وہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں ؛

ع عاشق عشق ماہی دے کولوں پھرن ہمیشہ کھیوے ہو
شمع چراغ جنہاں دل روشن جاگن تے کیوں بالن دیوے ہو
جنہے جیندیاں جان ماہی نوں دتی اوہ دوہیں جہانیں جیوے ہو
عقل فکر دی سوچ نہ باھو اوتھے فہم کچیوے ہو

عاشق لوگ ہمیشہ عشق الٰہی میں مست پھرتے ہیں۔ جنہوں نے جیتے جی اپنی جان اللہ تعالےٰ کو دیدی (موتوا قبل ان تموتوا کا درجہ حاصل کر لیا) انہیں دونوں جہان کی زندگی (کامیابی) حاصل ہو گئی۔ ان کے قلوب میں ہمیشہ وحدت کے چراغ (انوار الٰہی) روشن رہتے ہیں۔ جس کے مقابلے میں انہیں لاکھوں چراغ جلانے (اور اتنی روشنی حاصل کرنے) کی ضرورت نہیں رہتی۔ عشق میں عقل و ہوش اور سوچ سمجھ (چون چرا) کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمیں ہمیشہ مست رہنا چاہیے ؛

ع عاشق سوئی حقیقی جہڑا قتل معشوق دے منے ہو
جتول ویکھے راز ماہی دے لگے اوسے بنے ہو
عشق نہ چھوڑے مکھ نہ موڑے توڑے سے تلواراں کھنے ہو
سچا عشق حسینؓ علیؓ دا باھو سر دیوے راز نہ بھنے ہو

عاشق حقیقی (اصلی اور سچا) وہی ہوتا ہے جو معشوق پر جان قربان کر دے۔ اور خواہ اس پر تلواروں کے لاکھوں وار کیے جائیں۔ (عشق میں خواہ کتنی ہی مصیبتیں پیش آئیں) عشق سے باز نہ آئے۔ اور جدھر معشوق کے راز (رضا اور خوشنودی) دیکھے ادھر ہی لگ جائے (اسی پر عمل کرے) اے باھو! مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ سچا عشق حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صاحبزادوں امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تھا جنہوں نے جانیں دیدیں مگر عقیدہ توحید اسلام اور ایمان سے منہ نہ موڑا ؛

ع عاشق دل موم برابر معشوقاں دے دل کالے ہو
باز بیچارہ کیونکر اڈّے پیریں بیوس ڈوالے ہو
طمع دیکھے ترکے جیوں باز اندرے چالے ہو
تے جیں دل اخرید کیتا باھو گئے جہانوں خالے ہو

عاشقوں کے دل موم کی طرح نرم ہوتے ہیں (وہ تو جدھر معشوق چاہیں جھٹ مڑ جاتے ہیں) لیکن معشوقوں کے دل کالے پتھروں کی طرح سخت ہوتے ہیں۔ (وہ اپنے ارادوں اور عزموں میں ذرہ بھر فرق نہیں آنے دیتے) وہ عاشق کو عشق کے مزے چکھاتے اور ان کا حال اسی طرح دیکھتے رہتے ہیں۔ جیسے کوئی باز شکاری باز کو کھلاتا پلاتا بھی رہتا ہے اور اس کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ اسے اڑنے نہیں دیتا۔ بھلا باز بیچارہ جس کے پاؤں تسموں میں جکڑے ہوں کیسے اڑ سکتا ہے۔ اے باھو! جس کے دل نے عشق نہ خریدا (حاصل نہ کیا) وہ دنیا سے ناکام و نامراد گیا۔

ع عاشقاں ہکو وضو جو کیتا روز قیامت تائیں ہو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں سب نقر دیاں جائیں ہو
وچہ رکوع نماز سجودے رہندے سنج صباحیں ہو
عرش کولوں ہے منزل اگے باھو ونج پیا کم تنہائیں ہو

عاشقوں نے ایک ہی وضو ایسا کر لیا ہے (نفسانی خواہشوں کی کثافت اور پلیدی سے ایسے ہاتھ دھوئے ہیں) جو قیامت تک قائم رہتا ہے (عام وضو کی طرح بات بات پر ٹوٹنے نہیں پاتا) وہ اسی وضو کے ساتھ دن رات نماز۔ رکوع۔ سجود (ذکر اور اطاعت الٰہی) میں مشغول رہتے ہیں۔ اس دنیا میں بھی اور اس عاقبت کی دنیا میں سب درجات عاشقوں کو حاصل ہوتے رہتے ہیں اور ان کی منزل مقصود عرش الٰہی سے بھی سینکڑوں منزلیں آگے (ذات خداوندی) ہوتی ہے۔

ع عشق دی بھاہ ہڈاں دا بالن عاشق بیہہ سکیندے ہو
سرگردان پھرن ہر ویلے خون جگر دا پیندے ہو
گھت کے جان جگر وچ آرا ویکھ کباب تلیندے ہو
ہوئے ہزاراں عاشق باھو عشق نصیب کہیندے ہو

عشق کی آگ جسم کی ہڈیوں تک کو جلا دیتی ہے۔ اور عاشق مزے لیکر بیٹھے اسے تاپتے رہتے ہیں اور جان اور جگر کا قیمہ کر کے (روحانی اور جسمانی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے) اس سے کباب تیار کرتے رہتے ہیں۔ (معشوق کی رضا حاصل کرنے کا سامان کرتے رہتے ہیں) وہ ہر وقت خون جگر پیتے ہوئے مارے مارے پھرتے رہتے ہیں۔ اے باھو! عاشق ہونے کا دعویٰ تو ہزاروں لاکھوں نے کیا لیکن عشق حقیقی کامل طور پر کسی کسی کو ہی نصیب ہوا۔

ع عشق دی بازی ہر جا کھیڈی شاہ گدا سلطاناں ہُو
عالم فاضل تے عاقل کامل کردا چا حیراناں ہُو
تنبو ٹھوک میٹھا وچ دلدے چا پوریں خلوت خاناں ہُو
عشق امیر فقیر منیندے باہُو کیا جانن بیگاناں ہُو

عشق کی بازی ہر ملک اور ہر زمانے میں بادشاہوں۔ گداؤں اور سلطان (انبیاؑ۔ رسولوںؑ۔ اولیاؤں، اور صالحین) نے کھیلی ہے۔ (ہر ملک اور ہر زمانے میں نبی۔ اولیا اور صالحین عشق کماتے آئے ہیں) عشق کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ عالموں۔ فاضلوں عاقلوں۔ کاملوں کو حیران کر دیتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں ڈیرا جما بیٹھتا ہے۔ اور ان کے دلوں کے خلوت خانے توڑ دیتا ہے۔ (باقی سب خیالات باہر نکال دیتا اور اپنا ڈیرہ جما لیتا ہے) اے باہو عشق امیر فقیر (انبیا و صلحا) سب مانتے ہیں۔ لیکن عشق برکات سے غافل کوئی شخص عشق نہیں کما سکتا۔

ع عشق حقیقی جنہاں پایا مونہوں نہ کجھ الاون ہُو
دم دم دے وچ اکھن ہو اللہ دل نوں قید لگاون ہُو
سروری قادری خفی حقانی سری ذکر کماون ہُو
میں قربان تنہاں توں باہو جہڑے ہک نگاہ وچ آون ہُو

اے باہُو جن کا عشق حقیقی ہوتا ہے وہ اس کا اظہار منہ سے کچھ بھی نہیں کیا کرتے یعنی جنہوں کا عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں۔ لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں) وہ ہر دم دل ہی دل میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ خواہ سروری ہوں یا قادری وغیرہ سب ہی ہر دم ذکر خفی میں مشغول رہتے ہیں۔ اے باہو میں ان لوگوں پر قربان جاؤں۔ جو ہمیشہ ایک ہی بات (ذکر خفی) پر قائم رہتے ہیں۔

ع عشق دریا محبت دے وچ تھی مردانے تریئے ہُو
جتھے لہر غضب دیاں ٹھاٹھاں قدم اتھائیں دھریئے ہُو
اوجھڑ جھنگ بلائیں بیلے ویکھو کیھ نہ ڈریئے ہُو
نام فقیر تدھیندا باہو وچ مطلب جد مریئے ہُو

عشق کو ایک دریائے محبت سمجھیئے اس میں داخل ہو کر بہادرانہ تیرنا چاہیئے۔ اور جہاں غضب کی لہریں اٹھ رہی ہیں (طوفان برپا ہو یعنی عشق کا زور شور ہو) وہیں قدم دھرنا یعنی داخل ہونا چاہیئے اور عشق کے گھنے جنگل کو جہاں رستہ طے کرنا مشکل ہو اور طرح طرح کے بیشمار درندے ہوں۔ دیکھ کر دل چھوڑ نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ اے باہو! فقیر اسی وقت کہلا سکتے ہیں۔ جب عشق میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جان تک دے دیں۔ (نفی کامل حاصل کر لیں)

ع عشق تاہی وے ولایاں اگیں اُنہاں لگیاں کون بجھاوے ہُو
نہ خود سوویں نہ سون دیوے ہتھوں ستیاں آن جگاوے ہُو
میں کی جاناں ذات عشق دی کہی جیہڑا در در جا جھکاوے ہُو
میں قربان تنہاں دے باہو جیہڑا وچھڑے یار ملاوے ہُو

اللہ تعالیٰ کے عشق نے آگیں لگا دی ہیں۔ انہیں کون بجھائے۔ مجھے عشق کی حقیقت کی سمجھ نہیں جو عاشقوں کو ملنے مارے در بدر پھراتا ہے۔ نہ خود سوتا ہے (اپنا زور شور کم کرتا ہے) نہ عاشقوں کو سونے دیتا ہے۔ (چین اور آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا) بلکہ سوتوں کو جگا دیتا ہے۔ یعنی عیش و عشرت میں مشغول لوگوں کو اس سے باز رکھ دیتا ہے۔ اے باھو! میں ان پر قربان جاؤں۔ جو بچھڑے دوست ملا دیتے ہیں (یعنی عشق پر قربان جاؤں جو غافل انسان کو واصل باللہ کر دیتا ہے) +

ع عشق دیاں اولیاں گلاں جیہڑا شرع تھیں دور ہٹاوے ہُو
لوک ایانے متیں دیون عاشقاں مت نہ بھاوے ہُو
قاضی چھوڑ قضائیں جاون جنہاں عشق طمانچہ لاوے ہُو
مڑن محال تنہانوں باھو جنہاں صاحب آپ بلاوے ہُو

عشق کی باتیں عجیب سی ہیں۔ جو شریعت سے دور ہٹا دیتا ہے۔ (وصال باری تعالے حاصل کرکے ورد وظائف اور نوافل کی ضرورت باقی نہیں رہنے دیتا) جن قاضیوں کو عشق لگے وہ قضا کا عہدہ چھوڑ دیتے ہیں۔ بے سمجھ لوگ عاشقوں کو عشق سے باز آنے کے مشورے دیتے اور تاکید کرتے ہیں لیکن عاشقوں کو ان کے مشورے اور نصیحتیں بھاتی نہیں۔ اے باھو جنہیں اللہ تعالےٰ خود اپنی طرف راغب کرلے۔ وہ اس سے نہ مڑ سکتے ہیں نہ باز رہ سکتے ہیں +

ع عشق شوہدے دل کھڑایا آپ بھی نالے کھڑیا ہُو
عقل فکر دیاں سب بھل گیاں جداں عشقے نال ملیا ہُو
کھڑیا کھڑیا ولیا ناہیں سنگ محبوباں دے رلیا ہُو
میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں عشق جوانی چڑھیا ہُو

عاشق بیچارے نے اپنا دل گنوایا تو آپ بھی ساتھ ہی گم ہوگیا۔ (اپنے آپے میں فنا رہ کر نفی کا درجہ حاصل کرلیا) اور وہ گیا گیا ایسا گیا کہ واپس آ ہی نہیں سکا۔ بلکہ محبوبوں میں جا ملا (پھر اپنی نفسانی حالت پر واپس نہیں آسکا۔ بلکہ فنا فی الشیخ۔ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہوتا چلا گیا) جب دل میں عشق سمایا۔ تو عقل ہوش سب گم ہوگئے۔ (محویت طاری ہوگئی) اے باھو! میں اُن لوگوں پر قربان جاؤں۔ جن کا عشق جوانی چڑھا۔ (پوری نشوونما پا کر تکمیل کو پہنچ گیا) ⁂

ع عشق اساڈوں لسیاں جاتا بہہ نتھا آن دھاڑی ہُو
نہ سوویں نہ سوون دیوے ہو ہیا بال رہاڑی ہُو

پوہ ماگھ منگے خربوزے میں کتھوں لیاں واڑی ہُو
عقل فکر دیاں سب بھل گئیاں باھُو جد عشق مچائی آڑی ہُو

عشق ہمیں کمزور سمجھ کر ہمارے مقابلے پر آڈٹا۔ اور ضدی بچے کی طرح جو نہ خود سوتا ہے اور نہ مچل مچل کر ماں کو سونے دیتا ہے۔ عشق نہ خود سوتا ہے (اپنا زور شور کم کرتا ہے) نہ ہمیں سونے دیتا ہے (ہمیں چین آرام نصیب ہونے دیتا ہے) یہ پوہ اور ماگھ کے مہینے (سردی کے موسم) خربوزے مانگتا ہے (ایسی ایسی فرمائشیں کرتا ہے۔ جن کے پورا ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی) میں اسے کہاں سے لادوں۔ اے باھو! جب عشق نے زور کیا۔ تو عقل فکر سب بھول گیا +

ع عقل فکر دی جا نہ کوئی جتھے وحدت سر سبحانی ہُو
نہ اوتھے ملاں پنڈت جوتشی نہ اوتھے علم قرآنی ہُو

جد احمد احمد کھالی دتی تاں کل ہوئے فانی ہُو
علم تمام کیتو نے حاصل باھُو کتاباں ٹھپ اسمانی ہُو

جہاں وحدت الٰہی سما جائے۔ وہاں عقل فکر قائم نہیں رہتے (مکمل محویت طاری ہو جاتی ہے) پھر وہاں مولویت۔ پنڈتائی۔ جوتش اور قرآنی علم کی گنجائش نہیں رہتی (کیونکہ شرعی قانون کا پابند وہی شخص ہوتا ہے۔ جو عقل، ہوش ٹھکانے پر ہونے کی حالت میں اپنے آپ میں قائم ہو۔ جیسے نادان بچے اور پاگل دیوانے شرعی پابندیوں سے بری ہوتے ہیں) جب احدیت کی بجائے احدیت کا ظہور ہو۔ (بشریت کی بجائے وحدیت سما جائے) تو بشریت کے کل لوازمات فانی ہو جاتے ہیں۔ اور تمام مذاہب کے علما (عالم محویت میں) اپنی دینی کتب کو چھوڑ کر مکمل علم (توحید اور معرفت الٰہی) حاصل کر لیتے ہیں +

ع عشق اساڈوں لسیاں جاتا کر کر آوے دھائی ہُو
جتول ویکھاں مینوں عشق دسیوے خالی جگہ نہ کائی ہُو

مرشد کامل ایسا ملیا جس دل دی تاکی لائی ہُو
میں قربان مرشد توں باھُو جس سیا بھیت الٰہی ہُو

عشق ہمیں کمزور جان کر ہم پر زور شور سے حملے کرتا ہے۔ اور مجھ پر ایسا چھا گیا ہے کہ میں جدھر دیکھوں مجھے عشق کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ مجھے مرشد صاحب ایسے کامل ملے ہیں جنہوں نے میری ہستی (خواہشات نفسانی اور عقل و ہوش) کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ (مجھے اپنا آپ بھلا دیا ہے) اے باھو! میں مرشد صاحب پر قربان جاؤں۔ جنہوں نے مجھے راز الٰہی سے آگاہ کر دیا ہے +

ع عشق اساڈوں لیاں تھیاں جاتا بیٹھا مار پتھلا ہو	وچ جگر دے سنھ چا لائیس کیتیس کم اولا ہو
جاں اندر ویڑ کے جھاتی پائی ڈٹھا یار اکلا ہو	باہجوں ملیاں مرشد کامل باھو ہوندی نہیں تسلا ہو

عشق ہمیں کمزور سمجھ کر ہمارے قلب میں ڈیرہ جما بیٹھا ہے۔ اس نے ہمارے جگر میں نقب لگا کر ہمارے لئے مشکل پیدا کر دی ہے۔ ہم نے جب اپنے اندر توجہ کر کے دیکھا۔ تو اکیلا یار ہمیں نظر آ گیا (اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی ذات پاک کا نور نظر آ گیا) اے باھو! مرشد کامل سے تعلق قائم کئے بغیر اطمینان کامل (پوری تسلی) حاصل نہیں ہو سکتا۔

ع عشق چلایا طرف اسماناں فرشوں عرش کھایا ہو	رہ نی دنیا ٹھگنے ساڈوں ساڈا اگے جی گھبرایا ہو
اسیں پردیسی ساڈا وطن دوراڈا اینویں کوڑا لالچ لایا ہو	باھو مر گئے جو مرنے تھیں پہلے تنہاں ہی رب پایا ہو

عشق نے ہمیں زمین سے اٹھا کر آسمان کی طرف چلایا۔ اور عرش کی سیر کرا دی (پستی سے نکال کر بلندی پر لے آیا۔ یہاں تک کہ عرش الٰہی کی زیارت کرا دی) اے دنیا۔ اب ہمیں گمراہ نہ کرو۔ ہمارا دل پہلے ہی گھبرایا ہوا ہے۔ (تم ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کر کے اور پریشان نہ کرو) یہاں دنیا میں ہم پردیسی ہیں۔ اور ہمارا وطن (جنت) بہت دور ہے۔ ہم نے یہاں بے فائدہ جی لگایا ہوا ہے۔ اے باھو! جو مرنے سے پہلے مر گئے انہیں ہی وصال باری تعالےٰ نصیب ہوا)۔

ع عشق جنہاں دی ہڈیں رچیا اوہ رہندے چپ چپاتے ہو	لوں لوں دے وچ لکھ زباناں اوہ کردے گنگی باتے ہو
اوہ کردے وضو اسم اعظم دا جہڑے دریا وحدت وچ نہاتے ہو	تد قبول نمازاں باھو جد یاراں یار پچھاتے ہو

جن لوگوں کے ہر رگ و ریشہ میں عشق رچ گیا ہو وہ خاموش پھرا کرتے ہیں۔ سچ ہے ؎

جنھوں کا عشق ہے صادق وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

ان کے رونگٹے رونگٹے میں لاکھوں زبانیں ہوتی ہیں (ان کا ہر ایک رونگٹا ذاکر ہوتا ہے) لیکن وہ اپنی زبانوں سے عشق الٰہی کا اظہار نہیں کرتے۔ جو لوگ دریائے وحدت میں نہا چکے ہوں۔ (جنہیں توحید کامل حاصل ہو چکی ہو) وہ اسم اعظم (اللہ) سے وضو کرتے ہیں یعنی ذکر اسم اعظم سے ان کی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اے باھو! نمازیں اس وقت قبول ہوتی ہیں۔

جس یار اپنے یار کو پہچان لے۔ (انسان اللہ تعالٰے کی شان کا خیال کر کے سمجھ لے کہ نماز میں کیا کہہ رہا ہوں کس سے کہہ رہا ہوں اور کیوں کہہ رہا ہوں +

ردیف غ

غ غوث قطب سبھ اُرے اُریرے عاشق جان اگیرے ہُو
جتھے منزل عاشق پہنچے اوتھے غوث نہ پاندے پھیرے ہُو
عاشق وچ وصال دے رہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہُو
دین قربان تنہاں توں باہُو جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہُو

عاشقوں کا درجہ غوثوں اور قطبوں سے اعلےٰ اور برتر ہے۔ جن درجوں میں عاشق پہنچے ہوتے ہیں۔ ان میں غوثوں کو رسائی حاصل نہیں ہوتی۔ عاشق ہمیشہ لامکاں میں رہتے ہیں اور وصال باری تعالےٰ سے سرفراز ہوتے ہیں۔ اے باہو! ان پر قربان جایئے جن کی ذات باری تعالےٰ کی ذات سے مل چکی ہے +

ردیف ف

ف فجریں ویلے وقت سویرے آن کرن مزدوری ہُو
کانواں لالاں ہکسے گلاں ترتجی لی چنڈوری ہُو
مار چیہاں تے کرن مشقت پُٹ پُٹ کڈھن انگوری ہُو
ساری عمر پٹیندیاں گذری باہُو کدی نہ پیا پوری ہُو

کوے چیلیں چنڈوریاں وغیرہ روز صبح سویرے جاگتی ہیں اور محنت مشقت میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی اپنی بولیاں بولتی ہیں۔ محنت مشقت کرتی ہیں۔ اور اگتے ہوئے ننھے ننھے پودوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر نکالتی اور پھینکتی جاتی ہیں۔ اے باہو! اُن کی ساری عمریں اسی کام میں گذر جاتی ہیں۔ لیکن مکمل سیری اور اطمینان قلب کبھی نصیب نہیں ہوتا۔ ہو بہو یہی مثال دنیاداروں کی ہے +

ف فکر کنوں کر ذکر ہمیشہ ایہہ لفظ تکھا تلواروں ہُو
ذاکر سوئی جیہڑے فکر کماون اک پلک نہ فارغ یاروں ہُو
عشق واہیا کوئی نہ چھپیا پٹ سٹیا مڈھ پہاڑوں ہُو
حق دا کلمہ باہُو عاشق پڑھدے رتا رکھیں فقر دے پاروں ہُو

فکر یعنی کامل دلی توجہ سے ہمیشہ ذکر میں مشغول رہا کرو کیونکہ یہ تیز تلوار سے بھی زیادہ موثر ہے۔

یہ نہیں۔ کہ زبان تو ذکر میں مشغول ہو اور دل اور طرف مارا مارا پھرتا ہو۔ صحیح طور پر ذاکر وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی طرف دھیان رکھنے سے ایک دم بھر بھی غافل نہ ہوتے ہوں جنہیں عشق لگ جاتا ہے وہ اس سے کبھی چھوٹ نہیں سکتے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے۔ جیسے پہاڑ کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا گیا ہو۔ اور وہ اپنی اصلی حالت پر کبھی نہیں آسکتا۔ اے باھو! حق کا کلمہ عاشق ہی پڑھتے ہیں۔ یا اللہ! فقر کی برکت سے ہمیشہ ثابت قدم رکھ +

ردیف ق

ق قلب ہلیا تاں کی ہویا کیا ہویا ذکر زبانی ہُو	روحی قلبی خفی ، سری سبھے راہ حیراتی ہُو
شاہ رگ تھیں نزدیک اوہ ہندا نہ لبیا جانی ہُو	نام فقیر تہاندا باھو جیڑے وسن لامکانی ہُو

جب تک قلب پر اثر نہ ہو۔ زبانی ذکر کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتا۔ روحی قلبی خفی۔ سری سب ذکر اسی وقت موثر ہو سکتے ہیں۔ جب قلب ان سے موثر ہو۔ یعنی قلب کی توجہ ہر دم انوار الٰہی اور وصال باری تعالےٰ کی طرف مشغول ہو۔ گو وہ تو ہماری شاہ رگ سے بھی ہم سے زیادہ نزدیک رہتا ہے لیکن آسانی سے ملتا نہیں۔ اے باھو! فقیر کہلانے کے وہی مستحق ہیں جن کا مقام لامکان ہے (جن کی نظر اور توجہ ہمیشہ انوار الٰہی پر جمی رہتی ہے) +

نوٹ:۔ اللہ والے کہا کرتے ہیں کہ ذکر اللسان لقلقۃٌ (زبانی ذکر لقلقہ یعنی نری باتیں ہی باتیں ہیں) وذکر القلب وسوسۃٌ (اور قلب کا ذکر ایک وسوسہ کی مانند ہوتا ہے۔ وذکر الروح تذکرۃٌ (اور روح کا ذکر صحیح معنوں میں تذکرہ یعنی ذکر کہلانے کے لائق ہے) +

ردیف، ک

ک کر محنت کجھ حاصل ہووے تیندی عمران چار دہاڑے ہُو	تھی سوداگر کرئیے سودا جاں جاں ہٹ نہ تاڑے ہُو
جے جائیں دل افوق نہ سیکھی موت مرینداوہ جاڑے ہُو	چوراں سادھاں رل گھر ہاباھو بپ رسلاچاہے ہامت ہُو

اے انسان! تیری عمر چار دن (بہت تھوڑی ہی) ہے جلدی جلدی محنت کر کے کچھ حاصل کر لے۔

جب تک بازار بند نہ ہو جائے (موت نہ آجائے) تب تک سوداگری کرتے رہنا چاہئیے۔ (مرتے دم تک محنت کرنی ضروری ہے) موت متواتر حملے کر رہی ہے۔ اگر تم خوشی سے قبول کرو (مُوتُوا قبلَ اَن تمُوتُوا ہو جاؤ) تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ دنیا کی مثال اس کشتی کی سی سمجھئے جس میں اچھے بُرے ہر قسم کے آدمی سوار ہوں۔ اے باھوؒ اللہ تعالےٰ ہی اپنے فضل سے ہمارا بیڑا پار کرے +

کلمے دے کل تداں پیاسی جداں کل کلمے وچ کھولی ہُو
کلمہ عاشق اوتھے پڑھدے جتھے نور نبی دے مولی ہُو

چوداں طبق کلمے دے اندر کی جانے خلقت بھولی ہُو
کلمہ سانوں پیر پڑھایا باھو جند جان اوسے تھیں گھولی ہُو

کلمہ طیبہ کا ذکر اسمِ ذات جاری ہوتا ہے جب اُس کی برکت سے (دل کی) مشین چلنے لگے۔ یعنی جب اُس کی برکت سے اس کا دوامی ذکر شروع ہو جائے۔ عوام بیچارے نہیں جانتے کہ کلمے کے ذکر کی برکت سے چودہ طبقوں کی یعنی روحانی اور جسمانی۔ دینی اور دنیوی سب نعمتیں اور برکتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ عاشق لوگ کلمہ طیبہ کا زیادہ تر ذکر اس موقعہ پر کرتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا نور دیکھتے ہیں۔ یعنی فنا فی الرسولؐ کی منزل میں ہر وقت آپ کے نور مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی توحید اور آپ کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ اے باہُو ہمیں پیر صاحبؒ نے کلمہ پڑھایا ہے۔ ہماری جان اور رُوح اُن پر فدا ہو +

کر عبادت پچھوتاسیں تیندی ضائع گئی جوانی ہُو
راتیں تی نیند نہ آوے دہیاں پھراں حیرانی ہُو

عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ہُو
واہ نصیب تنہاندے باھو جنہاں لبھا پیر جیلانی ہُو

اے انسان تیری جوانی تو (غفلت میں) ضائع ہو چکی ہے۔ اب عبادت (پورے طور پر) کیا کر۔ ورنہ بعد میں پچھتاتے رہو گے۔ عارفوں کی باتیں عارف ہی جانتے ہیں۔ نفسانی نہیں جانتے۔ مجھے رات کو ایک سیکنڈ بھی نیند نہیں آتی (غفلت طاری نہیں ہوتی) اور دن کو حیران پریشان پھرتا ہوں (ذکر میں ایسا مشغول رہتا ہوں کہ اپنے تن بدن کی ہوش نہیں ہوتی) اے باہو! وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہیں جنہیں حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ پیر ملے ہیں +

کلمے دی کل تداں پیاسی جداں کلمے دل نوں پھڑیا ہُو
کفر اسلام دی کل تداں پیاسی جداں بھن جگر وڑیا ہُو

بے درداں نوں خبر نہ کوئی درد منداں گل مڑھیا ہُو
میں قربان تنہانوں باھو جنہاں کلمہ صحیح کر پڑھیا ہُو

کلمے کے ذکر کا اثر اس وقت ہوا۔ جب کلمے کے ذکر میں دل مشغول ہو گیا اور دل پر نقش ہو گیا۔ بے دردوں کو اس سے فیض و برکات کا ذرہ بھر بھی علم نہیں۔ ہم دردمندوں سے مستفیض اور مستفید ہوتے ہیں۔ ہمیں کفر اور اسلام کی واقفیت اس وقت ہوئی۔ جب کہ کلمہ طیبہ قلب پر نقش اور روح میں رچ گیا۔ اے باہو! میں اُن لوگوں پر قربان جاؤں جنہوں نے صحیح کر کے کلمہ پڑھا۔

کُن فیکون جدوں فرمایا اسی بھی کولے ہاسی ہُو
ہکے تے لامکان ساڈا ہکے آن بتاں وچ پھاسی ہُو

ہکے ذات صفات ربے دی آہی ہکے جگ وچ ڈھونڈیہا سی ہُو
پلیدیاں پلیدی کیتی باھو کوئی اصل پلیدی نہ آسی ہُو

جب اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کرنے کے لئے کُن (ہو جا) فرمایا۔ فیکون (وہ پیدا ہو گئی) تب ہم بھی وہیں (مخلوقات میں شامل اور) موجود تھے۔ پہلے تو صرف اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات موجود تھی۔ اس کے سوا کسی اور کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن اب دنیا کی تمام چیزوں میں مختلف شکلوں صورتوں میں بھی سمائی ہوئی ہے۔ پہلے تو جب خلقت کے پیدا ہونے سے پہلے ہم ابھی پیدا نہ ہوئے تھے) ہمارا ٹھکانہ لامکان تھا۔ لیکن اب سات (زمینوں) میں آ پھنسے ہیں۔ اے باہو، پہلے تو پلیدی (گناہ) کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اب خلقت کے پیدا ہونے کے بعد پلیدوں (شیطانوں اور کافروں نافرمانوں) نے پلیدی پیدا کر دی ہے۔

کی کیا ہویا بُت دُور گیا دل ہرگز دُور نہ تھیوے ہُو
جیندے اندر عشق دی رتی اوہ بن شراباں کھیوے ہُو

سئیاں کوہاں تے میرا مرشد وسدا اینوں وچ حضور دسیوے ہُو
نام فقیر تنہاندا باھو قبر جنہاندی جیوے ہُو

اگر ہمارا جسم مخلوق (پیدا) ہونے کے بعد نورِ خداوندی سے الگ تھلگ معلوم ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن خدا کرے کہ ہمارا دل دُور نہ ہو۔ جیسے میرے مرشد صاحبؒ مجھ سے سینکڑوں کوس دور رہتے ہیں لیکن اُن کا تصور ہر وقت میرے سامنے رہتا ہے۔ جس شخص کے دل میں رتی بھر بھی عشق ہو۔ وہ شراب (نشیلی چیزوں) کے بغیر بھی مست رہتے ہیں۔ اے باہو! فقیر انہی شخصوں کو کہنا چاہیئے۔ جن کی قبر زندہ ہو۔ (مرنے کے بعد بھی ان کا فیض اور ذکرِ خیر جاری ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں۔ انہیں مرے ہوئے نہ کہا کرو۔ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اُن کی زندگی کا حال معلوم نہیں۔ کہ اُن کی زندگی کس قسم کی ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

کُوک دلا متاں رب سُنّے دردمنداں دیاں آہیں ھُو — سینہ میرا دردیں بھریا اندر بھڑکن بھاہیں ھُو
تیلاں باجھ نہ بلن مشالاں درداں باجھ نہ آہیں ھُو — آتش نال یرانہ لا کے باھو بھر اوہ سڑن کناہیں ھُو

اے دل فریاد کرتا کہ اللہ تعالےٰ دردمندوں کی فریاد کی طرح تمہاری فریاد بھی سُن لے۔ میرا سینہ دردوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس میں آگیں بھڑکتی رہتی ہیں۔ جیسے تیل کے بغیر چراغ نہیں جلتے۔ اسی طرح دردوں کے بغیر بھی نہیں نکلتیں۔ اے باہو! آگ سے (عشق سے) یارانہ گانٹھ کر وہ جلیں کہ نہیں +

کامل مُرشد ایسا ہووے جیہڑا دھوبی وانگ چھٹے ھُو — نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجّی صابون نہ گھتے ھُو
میلیاں تھیں کر دیندا چٹّا وچ ذرہ میل نہ رکھے ھُو — سٹیاں کوہاں تے مرشد دیندا وچ نگاہ دے رکھے ھُو

ایسا مرشد ہووے باھو جیہڑا لوں لوں وچ وسّے ھُو

مرشد کامل ایسا ہونا چاہئے۔ جو دھوبی کی طرح (گناہوں کی میل کچیل سے) پاک صاف کر دے۔ سجی صابن نہ لگائے۔ بلکہ نگاہ (توجہ) سے پاک صاف کر دے۔ اور میل کچیل ذرا باقی نہ رہنے دے۔ سفید کر دے۔ مرشد صاحب ہا تو کریں خواہ سینکڑوں میل دُور۔ لیکن مریدوں پر ہمیشہ نظر رکھیں (ہر وقت نور قلب اور توجہ سے مریدوں کے حال سے باخبر رہا کریں) اے باہو! مرشد ایسا ہونا چاہئے۔ جو مُرید کے رُونگٹے رونگٹے میں سمایا ہو (فنافی الشیخ کے درجے کو پہنچا دے) +

کلمے دی کل تداں پیسی جداں مرشد کلمہ دسیا ھُو — ساری عمر وچ کفر دے جالی بن مرشد دے دسیا ھُو
شاہ علی شیر بہادر وانگن کلمے وڈھ کفر نوں سٹیا ھُو — دلنوں صافی تاں ہوئے باھو جاں کلمہ لُوں لُوں رسیا ھو

ہمارے قلب میں کلمہ طیبہ کا اثر اس وقت پیدا ہوا۔ اور ذکر جاری ہوا جب ہمیں مرشد صاحبؒ نے کلمہ پڑھایا۔ گو اس سے پہلے بھی ہم کلمہ تو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ مگر بے توجہی سے (ع

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر — ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر)

اس لئے ہمارا وہ زمانہ ایسا گذرا۔ جیسے کفر میں گذرا ہو۔ کیونکہ ان دنوں ہم مرشد صاحب کے فرمانے سے نہیں بلکہ اپنی مرضی سے اور اپنے خیال کے مطابق پڑھا کرتے تھے۔ (کیونکہ اقرار باللسان تو تھا۔ مگر تصدیقاً بالقلب نہ تھی) اب کلمہ شریف نے ہمارے دل سے کفر کو اس طرح مار مٹایا ہے۔

جس طرح حضرت شاہ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے زمانے کو کفر سے پاک کیا تھا۔ اے باھو! قالب کو صفائی اسی وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب کلمہ شریف ہر ایک رونگٹے میں سما جائے۔ (جب جسم کا ہر ایک ذرہ کلمہ طیبہ کا ذاکر بن جائے) +

کُ کلمے نال میں نہاتی دھوتی کلمے نال بیاہی ہُو	کلمے میرا پڑھیا جنازہ کلمے گور سہائی ہُو
کلمے نال بہشتیں جاناں کلمہ کرے صفائی ہُو	مرن محال تنہانوں باھو جنہاں صاحب آپ بلائی ہُو

کلمے شریف کے ذکر نے مجھے روحانی کثافتوں سے اس طرح پاک صاف کر دیا ہے۔ جیسے غسل کرنے سے جسمانی پلیدیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اور کلمہ طیبہ نے ہی مجھے سہاگن بنایا (مرشد والا بنایا) اور کلمہ شریف نے میرا جنازہ پڑھا اور کلمہ طیبہ نے ہی میری قبر میں روشنی اور عیش و آرام کا سامان مہیا کیا (زندگی کے بعد موت اور اس کے بعد عالم برزخ میں بھی کلمہ طیبہ کی برکت سے مجھے سب فیوض حاصل ہوئے۔ کلمہ شریف سے ہی صفائی حاصل ہوتی ہے اور اسی کی برکت سے جنت میں جانا نصیب ہو سکتا ہے۔ اے باھو! جنہیں اللہ تعالےٰ خود اپنے حضور میں حاضری کا شرف بخشنے کو بلائے وہ کیسے مر سکتے اور محروم رہ سکتے ہیں +

کُ کلمے لکھ کروڑاں تارے ولی کیتے سے راہیں ہُو	کلمے نال بجھائے دوزخ جتھے اگ بلے اَز گاہیں ہُو
کلمے نال بہشتیں جاناں جتھے نعمت سنج صباحیں ہُو	کلمے جیہی کوئی نعمت ناہیں باھو اندر دوہیں سرائیں ہُو

کلمہ شریف کی برکت سے لاکھوں کروڑوں کو نجات حاصل ہوئی۔ اور سینکڑوں عوام اولیاء اللہ میں داخل ہو گئے۔ دوزخ جس میں بے پناہ آگ بھڑکتی رہتی ہے کلمہ طیبہ کی برکت سے ہی اُس کی آگ بجھ جاتی ہے۔ اور کلمے شریف کی برکت سے ہی جنت میں جانا نصیب ہو سکتا ہے۔ جہاں بیشمار نعمتیں موجود ہیں۔ اے باھو! دو نو جہانوں میں کلمہ طیبہ جیسی کوئی بھی نعمت نہیں ہے +

ردیف گ

گ گجھے سائے رب صاحب والے کجھ خبر نہیں اصل دی ہُو	گندم دانہ اساں ہتھ نہ کھایا گل پئی ہُن ڈور ازل دی ہُو
پھاہی پوچھ میں پئی تڑفاں جیوں بلبل باغ مثل دی ہُو	غیر دلے تھیں چا سٹیے باھو جا رکھیے امید فضل دی ہُو

اے باھو! اللہ تعالےٰ کی حکمتیں ہم سے ایسی پوشیدہ ہیں کہ ہمیں اُن کی حقیقت کچھ بھی معلوم

نہیں ہو سکتی۔ ہم نے گیہوں کا دانہ بہت سا کھا لیا تھا۔ اس لئے روز ازل سے ہی ہمارے گلے میں وہ پڑ گئی ہوئی ہے۔ (بہشت سے نکلنا۔ دنیا میں جو دکھ ٹکا گھر سے آنا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اس سے اسی طرح چھوٹ نہیں سکتے۔ جیسے کسی جانور کو رسّے سے باندھ دیا جائے اور وہ اپنی کسی کوشش سے کھل کر آزاد نہ ہو سکے) میں اس پھندے (دنیا) میں پڑا اس طرح تڑپ رہا ہوں۔ جیسے کسی شکاری نے باغ سے بلبل کو پکڑ کر پنجرے میں بند کر لیا اور باغ سے باہر نکال لایا ہو۔ اے باھو! غیر اللہ کا بھروسہ دل سے نکال دو۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل کی اُمید لگائے رکھو (وہ پھر اپنے فضل و کرم سے تمہیں جنت میں لے جا داخل کریگا +

گ گھپ ظلمات اندھیر غباراں اگے راہ نے خوف خطر دے ہُو	لکھ آب حیات منور چشمے اُتھے سائے نے زلف عنبر دے ہُو
مثل سکندر ڈھونڈن عاشق اک پلک آرام نہ کردے ہُو	خضر نصیب جنہاندے طالع باھو جا گھٹ اوتھے بھردے ہُو

آبحیات کا چشمہ گو خود تو منور ہے مگر اُس کے گرد بڑے گھپ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں۔

(ع۔ کہ آب چشمۂ حیواں درون تاریکی است)

اور اُس تک پہنچنے کے راستے بڑے خطرناک ہیں۔ اور اس پر زلف عنبرین کے سائے (سیاہیاں) چھائے ہوئے ہیں (بہشت سراپا دستِ علیٰ نور ہی۔ مگر اس تک پہنچنا نہایت مشکل ہے) سکندر ذوالقرنین کی طرح کئی عاشق اُس کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں اور پل بھر بھی آرام نہیں کرتے (اس کے حصول کی کوشش میں ذرہ بھر فرق نہیں آنے دیتے) اے باھو! حضرت خضر علیہ السلام کی طرح صرف وہی لوگ وہاں سے جا کر گھونٹ بھرتے ہیں۔ جو خوش قسمت ہوتے ہیں (مشہور ہے کہ چشمۂ آب حیات کی صفت سُن کر حضرت خضر علیہ السلام اور سلطان سکندر دونو اس کی تلاش میں چل پڑے۔ حضرت خضر تو وہاں پہنچ گئے اور اُس کا پانی پینے میں کامیاب ہو گئے۔ اور ہمیشگی کی زندگی پائی۔ لیکن سکندر بیچارہ نہ پہنچ سکا) +

گ گودڑیاں وچ جنہاں جنہاندی اوہ راتیں جاگن اکھیاں ہُو	سک ماہی دی ٹکن نہ دیندی لوک اٹھے دیندے بدیاں ہُو
اندر میرا عشق تپایا اساں کھلیاں راتیں کڈھیاں ہُو	تن بھنیں تاں سن حد اہویا باھو کھان جھولا رے مڑیاں ہُو

گودڑی پوش (عاشقان الٰہی اور زاہد متقی) آدھی رات جاگتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ انہیں عشق خداوندی آرام نہیں کرنے دیتا۔ لیکن بے خبر لوگ اُن پر اعتراض کرتے ہیں۔

(کوئی کہتا ہے ریاکار ہیں۔ کوئی کہتا ہے انہوں نے عقل کے اندھوں کو پھانسنے اور دنیا کمانے کا ڈھنگ رچا رکھا ہے وغیرہ وغیرہ) اے باھو! عشق نے میرا قلب اور جگر ایسا تپایا ہے۔ کہ مجھے پل بھر بھی چین اور آرام نصیب نہیں ہوتا۔ میں نے کئی پوری پوری راتیں (عبادت اور ذکر میں مشغول رہتے ہوئے) کھڑے کھڑے گذار دی ہیں۔ میرے جسم سے گوشت جدا ہو گیا ہے۔ (میں نہایت ہی لاغر۔ دُبلا پتلا اور کمزور ہو گیا ہوں اَب تو) اب تو میری ہڈیاں جھولا رہے کھا رہی ہیں (صرف ہڈیوں کی حرکت کے سہارے گرتا پڑتا کچھ چل پھر سکتا اور کام کاج کر سکتا ہوں) ۞

ردیف ل

ل لااحتیاج جنہانوں ہویا فقر تنہاں نوں سارا ہُو	نظر جنہاندی کیمیا ہوئی اوہ کیوں رن پارہ ہُو
دوست جنہاندا حاضر ہووے دشمن لین نہ وارا ہُو	تام فقیر تنہاندا باھو جنہاں ملیا نبی سوہارا ہُو

جو غیروں کی محتاجی سے بچ گئے (پورے پورے متوکل بن گئے) وہ کامل مکمل فقیر (خدا رسیدہ) بن گئے۔ جن کی نظر کیمیا بن گئی ہو (جس کی طرف توجہ سے دیکھیں وہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجے پر پہنچ جاتا ہو) انہیں پارہ کا کشتہ بنانے کی (اور تانبے کو سونا بنانے کی) ضرورت نہیں ہوتی جن کا دوست (اللہ تعالےٰ) ہر وقت ان کے ساتھ موجود ہو (حاضر ناظر ہو) اُن کے دشمن (شیاطین اور نفس امارہ) ان پر وار نہیں کر سکتے۔ اے باھو! فقیر انہی کو کہنا چاہیے جنہیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مل گئے ہیں۔ (فنا فی الرسول کا درجہ حاصل ہو گیا ہو) ۞

ل لکھن سکھیوں تے لکھ نہ جانا کیوں کاغذ کیتو ضائع ہُو	قط قلم نوں مار نہ جانیں تے کاتب نام دھرایا ہُو
سب صلاح ہوسی تیری کھوٹی جاں کاتب دے ہتھ آیا ہُو	صحیح صلاح تنہاندی باھو جنہاں الف تے میم پکایا ہُو

تم نے لکھنا (کتابت) تو سیکھ لیا۔ لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔ تم نے (مشق کرتے کرتے) کاغذ کیوں ضائع کئے۔ (شریعت کا علم تو حاصل کیا۔ لیکن اس پر عمل نہ کیا۔ تو تم نے عمر اور محنت کیوں ضائع کی۔) تم قلم کو قط تو ٹھیک لگا نہیں سکتے۔ لیکن اپنے آپ کو کاتب کہلوانا شروع کر دیا ہے (کتابت کے سامان کی تیاری کی نہایت ابتدائی باتوں سے بے خبر ہو۔ لیکن کاتب کہلوانے

بگے ہو۔ اسی طرح تم نے نام تو عالم۔ فاضل۔ صوفی۔ زاہد۔ فقیر اور کیا اور کیا رکھوا لئے ہیں۔ مگر عمل ان کی نہایت ابتدائی باتوں پر بھی نہیں کرتے) جب تیرا لکھا ہوا اصل کاتب (تیرے اعمال اللہ تعالٰے کے حضور میں پیش ہونگے) کے ہاتھ آئے گا۔ تو وہ بالکل غلط ثابت ہوگا۔ اے باہو! لکھائی کی مشق (ذکر۔ فکر اور زہد و تقوٰے) انہیں لوگوں کی صحیح ثابت ہوگی جنہوں نے الف اور م کی مشق کی ہوگی (الف سے مراد اللہ اور میم سے مراد محمدؐ ہے۔ یعنی جنہوں نے اللہ تعالٰے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر پورا پورا اور صحیح عمل کرکے فنا فی الرسولؐ اور فنا فی اللہ کا درجہ حاصل کیا ہوگا) ✣

ل لوک قبر دی کرسن تیاری لحد بناون ڈیرا ہو ۔ چٹکی بھر مٹی دی پاسن کرسن ڈھیر اچیرا ہو
دے درود گھراں نوں ونجن کوکن شیرا شیرا ہو ۔ لاابالی درگاہ رب دی باہو علاں باہجھ ہوگ نبیڑا ہو

اے انسان! تیرے مرنے پر لوگ تیری قبر کی تیاری کرینگے اور اس کی لحد کو تمہارا مقام بناویں گے۔ (ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تیری نعش کو قبر کی لحد میں رکھ دینگے) پھر سب چٹکی چٹکی مٹی ڈال کر قبر کا ڈھیر اونچا کردیں گے۔ پھر فاتحہ پڑھ کر شیرا شیرا کہتے ہوئے گھروں کو لوٹ جائیں گے۔ (روتے چلاتے ہوئے اور اے شیر۔ ہائے تو مر گیا۔ کہتے ہوئے گھروں کو چلے جائیں گے) اے باہو! اللہ تبارک تعالٰی کی ذات بے پرواہ ہے۔ وہاں اعمال صالحہ کے بغیر نجات حاصل نہیں ہوگی۔ (وہ کسی ذاتی وجاہت اور خاندانی شرافت وغیرہ کی کچھ پرواہ نہیں کریگا۔ جیسا کہ اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ "ہم نے تمہارے قبیلے اور خاندان تمہاری پہچان کے لئے بنائے ہیں۔ مثلاً عبدالرشید سید عبدالرشید پٹھان۔ عبدالرشید جاٹ عبدالرشید ارائیں وغیرہ وغیرہ لیکن اللہ تعالٰے کے ہاں تم میں سے معزز وہ ہوگا۔ جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہوگا) ✣

ل لہو ہو غیری دھنفے اک پل مول نہ رہندے ہو ۔ عشق نے پٹے رکھ جہاں تھیں اک دم مول نہ سہندے ہو
جہڑے پتھر اگے پہاڑاں آہے وہ لوناں وانگوں گل ہندے ہو ۔ عشق کھولا جی ہوندا باہو سو عاشق ہی بن بہندے ہو

عشق کے مقابلے میں غیریت (خدا کی نافرمانی اور عبادت سے غفلت) کے کام لہو ہو کر بہ جاتے ہیں ایک پل بھی قائم اور باقی نہیں رہتے۔ عشق نے بڑے بڑے درخت (دنیوی شان و شوکت کے سامان) جڑوں سے اکھاڑ اکھاڑ کر پھینکے ہیں۔ وہ اس کے اکھاڑ پھینکنے کے زور کا پل بھر بھی مقابلہ نہیں

کر سکتے۔ جو پتھر پہاڑوں کی طرح سخت اور مضبوط اور اٹل تھے (غافل اور ان کے غفلت کے کام) نمک کی طرح گھل کر بہ جاتے ہیں۔ اے باھُو! اگر عشق آسان ہوتا۔ تو ہر کس و ناکس عاشق بن بیٹھتا ؀

ردیف م

م مُوتُوا والی موت نہ ملی جیں وچہ عشق حیاتی ہُو	موت وصال تھیسی ہک جد اسم پڑھیسی ذاتی ہُو
عین بوچہ عین تھیسی نور ہوسے قربانی ہُو	ھُو دا ذکر ہمیش سڑیندا باھُو دینہہ سکھ آرام نہ راتی ہُو

مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا (جسمانی اور طبعی موت مرنے سے پہلے فنا فی اللہ ہونے کی موت حاصل کرو) والی موت جس میں عاشقانہ (دائمی) زندگی (البقا باللہ) ہے۔ اس وقت تک نہ ملی جب تک اسم ذاتی (اللہ) صحیح طور نہ پڑھا۔ لیکن جب ذکر اللہ کمال کو پہنچ گیا۔ تو موت (فنا فی اللہ) اور وصال (بقا باللہ) ایک ہو گئے۔ یعنی دونو درجے ایک ساتھ مل گئے۔ قربانی (نفس کشی) ختم ہو گئی اور عین میں عین ہو گئے (واصل باللہ) ہو گئے۔ اے باھُو! ھُو کا ذکر نہ دن کو چین کرنے دیتا ہے نہ رات کو آرام۔ ہر دم جلاتا رہتا ہے۔ (غفلت کو دور کر دیتا اور حضور قلب کی نعمت سے مالا مال کر دیتا ہے) ؀

م مرشد وانگ سنیارے ہووے جیہڑا گھت کٹھالی گالے ہُو	پا کٹھالی باہر کڈھے بُندے گھڑے یا والے ہُو
کنیں خوباں دے تدں سوہاون جدّں کھٹے پا اُجالے ہُو	نام فقیر تنہاندا باھُو جیہڑا دم دم دوست سنبھالے ہُو

مرشد سنیار کی طرح ہونا چاہیئے جو (مرید کو عشق کی) کٹھالی میں ڈال کر گلائے۔ اور کثافتوں سے پاک صاف کر کے نکالے۔ اور حقیقت باقی رہنے دے۔ پھر اس سونے سے خواہ بُندے بنائے خواہ والے۔ (جو زیور چاہے بنائے۔ اسی طرح مرشد مرید کو نفسانی خواہشات اور گناہوں کی برائیوں سے پاک صاف کر کے اسے جس مُقامیت کے قابل سمجھے اس پر مقرر کر دے) جیسے زیور محبوبوں کی زیب و زینت کا ذریعہ اسی وقت بنتے ہیں جب سنار انہیں کٹھیالی میں ڈال کر چمکا لیا جائے ایسے ہی مرشد صاحبان ایسے ہوتے چاہئیں۔ جو مریدوں کی جسمانی روحانی کثافتیں دور کر کے تبلیغ و ارشاد کے قابل بنا دیں۔ اے باھُو! فقیر کہلانے کے مستحق وہی شخص ہوتے ہیں جو ہر دم ذکر میں مشغول رہیں (ذکر سے پل بھر بھی غافل نہ ہوں) ؀

مرشد مکہ تے طالب حاجی کعبہ عشق بنایا ہُو
ہک دم میتھوں جُدا نہ ہووے دل ملنے تے آیا ہُو
وچ حضور سدا ہر ویلے کریئے حج سوایا ہُو
مرشد عین حیاتی باہُو میرے لُوں لُوں وچ سمایا ہُو

مرشد کی مثال یوں سمجھئے جیسے مکہ شریف۔ اور مرید کی مثال حاجی کی سی اور عشق کو کعبہ شریف یعنی جس طرح حاجی لوگ زیارت کعبہ شریف کے لئے مکہ شریف جاتے ہیں۔ اسی طرح مُرید عشق حاصل کرنے کے لئے مرشد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ مرید کو چاہئے کہ ہر وقت مرشد صاحب کے حضور میں حاضر رہ کر حج کرتا یعنی عشق حاصل کرتا رہے۔ (تصور مرشد صاحب میں مشغول رہ کر عشق میں دن رات ترقی کرتا رہے) اے باہو! مرشد صاحب عین حیاتی (البقا باللہ کا ذریعہ) ہیں۔ اور میرے رونگٹے رونگٹے میں سمائے ہوئے ہیں۔ یعنی مجھے تصور شیخ سے فنا فی الشیخ کا کمال درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ اور میرا دل ان کی زیارت اور تصور کی طرف ایسا مائل ہے کہ وہ ایک دم بھی مجھ سے اوجھل اور جدا نہیں ہوتے ✦

مرشد اوہ سہیڑیئے جہڑا دوہیں جگ خوشی دکھائے ہُو
اس کلر والی کندھی نوں چا چاندی خاص بنائے ہُو
اول غم ٹکڑے دا میٹے وت رب دا راہ سمجھائے ہُو
جس مرشد ایہہ کجھ نہ کیتا باہُو اوہنوں ہندی ندی رُڑھائے ہُو

مرشد ان حضرات کو بنانا چاہیے جو دونوں جہانوں (دنیا اور عقبےٰ) کی خوشی حاصل کرا دیں پہلے تو روزی کمانے کے فکر سے آزاد کریں۔ پھر عبادت الٰہی کا طریقہ بتائیں۔ اس شوریلی دیوار کو خالص چاندی بنا دیں۔ (اس نکمے انسان کو مفید تر بنا دیں) لیکن جو مرشد ان میں سے کچھ بھی حاصل نہ کرائے۔ اسے بہتے دریا میں بہا دینا چاہئے۔ (اس سے تعلق قطع کر لینا چاہئے) اُس سے جدا ہو جانا بہتر ہے ✦

مرشد باہجھوں فقر کماوے وچ کفر دے بُڈے ہُو
رات اندھاری مشکل پینڈا انّی تے آون ٹھڈے ہُو
شیخ مشائخ ہو بہندے جہڑے غوث قطب بن اُڈے ہُو
تسبیحاں نیہہ بن مستی جویں ہوش ہیندوڑ کھڈے ہُو

جو شخص مرشد کے بغیر فقر کمانے لگے۔ وہ کفر میں ڈوب جائیگا (جیسا کہ کوئی شخص اندھیری رات میں لق و دق جنگل میں بغیر راہبر کے سفر کرنے لگے۔ تو وہ منزل مقصود پر پہنچنے کی بجائے ادھر اُدھر ارا مارا پھر کر اپنی جان بھی گنوا بیٹھتا ہے۔ یا جیسے کہ کوئی ان پڑھ بغیر اُستاد کے لکھنا پڑھنا

نہیں سیکھ سکتا۔ ایسا ہی بغیر مرشد کے فقر کمانے والا (ہدایت اور عشق اور کمال حاصل نہیں کرسکتا) محروم رہتا ہے۔ ایسا شخص شیخ مشائخ اور غوث قطب بن بیٹھتا ہے۔ اور تسبیح پکڑ کر مسجد میں یوں گھسا رہتا ہے جیسے چوہا اپنے بل میں (لیکن ایسا شخص کفر سے باہر نہیں نکل سکتا)۔

میں کوجھی میرا دلبر سوہنا میں کیونکر اسنوں بھانواں ہُو
ویہڑے ساڈے وڑدا ناہیں پئی لکھ وسیلے پانواں ہُو
نہ میں سوہنی نہ دولت پلّے میں کی کر یار مناواں ہُو
ایہ دکھ ہمیشہ رہسی باہو روندڑی ہی مرجاواں ہُو

میں بدصورت ہوں اور میرا معشوق خوبصورت اور بانکا ہے۔ میں اُسے کیسے پسند آؤں (اللہ تعالیٰ سرتاپا خیر محض ہے۔ لیکن میں سرتاپا گناہگار اور بُری ہوں) میں لاکھوں جتن کرتی ہوں۔ لیکن وہ میرے گھر میں آنے کا نام نہیں لیتا۔ نہ تو میں خوبصورت نہ مالدار ہوں۔ میں اسے کیسے مناؤں (اپنی طرف مائل کروں) اے باہو! یہ مصیبت کبھی دُور نہ ہوگی اور میں روتی ہی مرجاؤنگی۔ یعنی انسان ہے تو گناہوں کا پُتلا۔ اگر وہ زہد عبادت اور ذکر فکر کا نام تک نہ جانے۔ تو اسے وصال باری تعالےٰ کیسے حاصل ہو۔

مرشد میں نوں حج مکے دا رحمت دا دروازہ ہُو
کراں طواف دوالے قبلے حج ہووے نت تازہ ہُو
کن فیکون جدوں سُنیا سوڈٹھا اللہ دا دروازہ ہُو
سدا حیاتی والا باہو وہ کتھے خضر خواجہ ہُو

مرشد صاحب میرے لئے ایسے ہیں جیسے حاجی کے لئے کعبہ شریف۔ اور وہ میرے لئے نزول رحمت الٰہی کا دروازہ ہیں۔ اور میں اس قبلے کے گرد طواف کرتا رہتا اور ہر روز نئے سے نیا حج کرتا رہتا ہوں۔ یعنی میں اُن کے تصور میں دن رات ایسا محو رہتا ہوں۔ جیسے حاجی کعبہ شریف کے گرد طواف کرکے روز تازہ بتازہ حج کی سعادت سے مشرف ہوتا رہتا ہے۔ جب کُن فیکون (ہوجا پس وہ ہوگیا) سُنا یعنی مجھ پر رحمت نازل ہوئی۔ تو اللہ تعالےٰ کا دروازہ دیکھا (انوار الٰہی نظر آنے لگے) میرے مرشد صاحب کی مثال خواجہ خضر علیہ السلام کی سی سمجھئے۔ جنہیں ہمیشگی کی زندگی (بقاباللہ کا درجہ) نصیب ہے۔ (اللہ تعالےٰ انہیں سلامت رکھے)۔

مرشد میرا شہباز الٰہی وچ رلیا سنگ حبیباں ہُو
تقدیر الٰہی چھکیاں ڈوراں کداں ملسن نال نصیباں ہُو
کوہڑ ہانبے دکھ دور کریندا کے شفا غریباں ہُو
ہر مرض دا دارو توہیں باہو کیوں گھتنا ایں ہتھ طبیباں ہُو

میرے مرشد صاحب خدائی شہباز تھے جو خدا کے حبیبوں میں جا ملے ہیں (وفات پا چکے ہیں) اللہ تعالےٰ کی تقدیر نے کھینچ کر انہیں اپنے ہاں بلا لیا ہے۔ پھر دیکھیں یا قسمت یا نصیب۔ کب جسمانی ملاقات نصیب ہو۔ یا اللہ! آپ ہی جذامیوں (کوڑھیوں) کی بیماری دُور کر کے انہیں شفا بخشتے ہیں۔ ہر بیماری کی دوا آپ ہی ہیں (ہر مرض سے شفا آپ ہی بخشتے ہیں ہمیں کیوں طبیبوں کے بس میں ڈالتے ہیں۔ (اپنی رحمت سے شفا بخشئے) +

م مال جان سب خرچ چا کریئے خرید فقیری ہُو دنیا کارن دین گنجاون کوڑی شیخی پیری ہُو	فقر کتوں رب حاصل ہوئے کیوں کیجے دلگیری ہُو ترک دنیا دی شاہ کیتی باھُو شاہ میراں دی میری ہُو

چاہئے کہ مال اور جان خرچ کر کے فقیری خرید لیں۔ اور اس سودے میں دریغ نہ کریں۔ کیونکہ فقر (مال و دولت خرچ کر دینے) سے ہی وصال باری تعالےٰ نصیب ہوتا ہے۔ دنیا کمانے کیلئے دین برباد کرنا غلط شیخی اور پیری ہے۔ دنیا کی ترک تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہٗ شاہ مرداں نے کی تھی +

دم مرشد وسّے سے کوہاں تے تینوں وسّے نیڑے ہُو جنہاں الف دی ذات صحیح جا کیتی او رکھدے قدم اگیرے ہُو	کی ہویا بُت اوہلے ہویا پر او وسّے چوفیرے ہُو باھُو نحن اقرب لبھیونے جھگڑے کل نبیڑے ہُو

اگرچہ مرشد صاحب مجھ سے سینکڑوں کوس دُور رہتے ہیں۔ لیکن مجھے (بذریعہ تصور) ہر وقت پاس ہی نظر آتے ہیں۔ اگر ان کا جسم مبارک مجھ سے اوٹ میں ہے۔ تو کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ وہ میرے اندر (ان کا تصور میرے قلب میں) بستے ہیں۔ جن لوگوں نے الف کی ذات کو (وجود باری تعالےٰ) صحیح سمجھ لیا۔ (یعنے یقیناً جان لیا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہے اور ہر جگہ موجود ہے) وہ ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اے باھو۔ انہوں نے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ہم انسان کی شاہ رگ سے بھی اس کے زیادہ نزدیک ہیں) صحیح طرح پر جان لیا۔ اور کل جھگڑے (کفر اور انکار) کے ختم کر دیئے +

م نہ ہاں سُکھ رہ اڑ بے اُچے اُڈ باھر رہی ہُو اڈیاں رن کرن بکھیڑے دُہ منداں گھوری ہُو	پنڈتاں تے ملوانیاں کولوں چھپ چھپ تکھیٹے چوہی ہُو باھُو حال انہاں میں تیتے جتھے دُوی کسے ہوہی ہُو

مذہبوں والے دروازے اونچے ہیں لیکن خدائی راستہ موری دروازہ (نیچا اور چھوٹا سا ہے) (اہل مذاہب تکبر اور فخر میں مبتلا رہتے ہیں لیکن سچے فقیر متواضع ہوتے ہیں) ان پنڈتوں اور عالموں (متکبروں) سے چھپ چھپ کر ذکر و فکر میں ہمیشہ مشغول رہنا چاہیے کیونکہ یہ درد مندوں (درویشوں اور ذکر فکر والوں) کو دیکھ دیکھ کر ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں۔ اے باھو! ہمیں تو وہاں چل رہنا چاہیے۔ جہاں اور کسی کا دعوٰے (تعلق) نہ ہو۔

ہم مرشد ہادی سبق پڑھایا، دہ بن پڑھیوں پیا پڑھیوے ہُو
انگلیاں کناں نوں چہ دتیاں، بن سنیوں پیا سنیوے ہُو
نین نیناں نوں تر تر تکدے، بن ڈٹھیوں پیا ڈسیوے ہُو
باھو ہر خانے وچ جانی وسدا، اکن سر دہ لکھیوے ہُو

ہمیں مرشد صاحب نے ایسا سبق پڑھایا جو پڑھنے (ہمارے ارادے اور کوشش) کے بغیر پڑھا جا رہا ہے۔ (قلب جاری ہونے سے ذکر سوتے جاگتے ہر وقت خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ (جیسا کہ سانس کا آنا جانا۔ دل کا حرکت کرنا۔ رگوں میں خون کی حرکت وغیرہ) اور اگر کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ تو بھی سنائی دیتا رہتا ہے۔ (کیونکہ اس کی آواز باہر سے نہیں آتی ہمارے دل سے نکلتی رہتی اور محسوس ہوتی رہتی ہے) ہماری دل کی آنکھیں (بذریعہ تصور بغیر ظاہری آنکھوں کے استعمال کے) ان کی آنکھوں کی طرف دیکھتی رہتی ہیں۔ ظاہری آنکھوں کے استعمال کے بغیر وہ ہمیں دکھائی دیتے رہتے ہیں۔ اے باھو! اللہ تعالٰے کی ذات پاک ہر خانے (مسام) میں موجود رہتی ہے۔ اور ہر مسام کان اور سر رکھتا ہے (اللہ تعالٰے کا ذکر کرتا اور سنتا رہتا ہے)۔

ردیف ن

ن نال کوسنگی سنگ نہ کریئے، کُل نوں لاج نہ لائیے ہُو
تمے تربوز مول نہ ہوندے، توڑے توڑ مکے لے جائیے ہُو
کانواں دے بچے ہنس نہ تھیندے، توڑے موتی چوگ چگائیے ہُو
کوڑے کھوہ نہ مٹھے ہوندے باھو، توڑے سے مناں کھنڈ پائیے ہُو

برے ساتھی سے مل جل کر رہنا اور اس کے ذریعے خاندانی عزت اور شرافت کو بٹہ نہیں لگانا چاہیے۔ کیونکہ اندرائن کو خواہ کعبہ شریف میں جا رکھیں وہ تربوز نہیں بن جاتا۔ اور کووں کے بچوں کو خواہ مروارید کھلا کھلا کر پالیں۔ وہ راج ہنس نہیں بن سکتے۔ اور کڑوے پانی والے کنوئیں کبھی میٹھے نہیں ہوتے خواہ ان میں سینکڑوں من کھانڈ کیوں نہ ڈالیں یعنی کسی چیز کی فطرت کسی طرح تبدیل

نہیں ہو سکتی۔ اِس لئے بد سرشت آدمیوں سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے۔ کیونکہ تمہاری نیکی کا اثر ان پر نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کی برائی کا اثر تم پر ہونا ممکن بلکہ ضروری ہوگا +

ن نہ مَیں عالم نہ مَیں فاضل نہ مفتی نہ قاضی ہُو — نہ دل میرا دوزخ منگے نہ شوق بہشتیں راضی ہُو
نہ مَیں تیہے روزے رکھے نہ مَیں پاک نمازی ہُو — باجھ وصال اللہ دے باھُو دنیا کوڑی بازی ہُو

نہ تو میں عالم فاضل ہوا اور نہ مفتی اور قاضی ہوں۔ نہ دوزخ کا خواہش مند ہوں نہ جنت کا طالب ہوں۔ نہ مَیں نے تیسیوں روزے رکھے ہیں نہ پکا اور نیک نمازی ہوں۔ اے باھو! (مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ) سوائے وصال باری تعالیٰ کے دنیا کے اور سب کام مذہبی ہوں یا دنیوی بے فائدہ ہیں۔ (ان کی بجائے سچے دل سے وصال باری تعالےٰ کا خواہشمند اور کوشاں رہنا چاہئے) +

ن نہ اوہ ہندو نہ اوہ مومن نہ سجدہ دین مسیتی ہُو — دم دم دے وچ ویکھن مولیٰ جنہاں قضا نہ کیتی ہُو
آہے دانے تے بنے دیوانے جنہاں ذات صحیح ونج کیتی ہُو — مَیں قربان تنہاں توں باھُو جنہاں عشق بازی چن لیتی ہُو

عاشقان الٰہی جو ہر دم نور خداوندی پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ ظاہری عابدوں کی طرح ہندوانہ طریقہ پر عبادت کرتے ہیں نہ مسلمانوں کی طرح۔ اور نہ وہ عوام کی طرح مسجدوں میں جاجا کر سجدے کرتے کرتے یعنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ (انہوں نے ایسی نماز شروع کر رکھی ہے۔ کہ) وہ ہر دم نور خداوندی پر نظر رکھتے ہیں۔ اور اس میں کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتے۔ جن لوگوں نے فنافی اللہ کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ وہ تھے تو عقل مند اور دانشمند لیکن اب وہ نور خداوندی کی زیارت میں ایسے محو رہتے ہیں۔ کہ دنیا و ما فیہا تو ایک طرف انہیں اپنے تن بدن کی بھی ہوش نہیں۔ اے باھو! مَیں ان لوگوں پر قربان جاؤں جنہوں نے اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر عشق الٰہی اختیار کر لیا ہے +

ن نت اساڈے کھلے کھاندی ایہا دنیا دشتی ہُو — جنہدے کارن رو رو ون شیخ مشائخ چشتی ہُو
جس جس اندر حب دنیا دی ڈبدی اُنہاندی کشتی ہُو — ترک دنیا دی کرتوں باھُو خاص ایہا راہ بہشتی ہُو

یہ دنیا جس کو حاصل کرنے کے لئے شیخ مشائخ اور چشتی وغیرہ کہلوانے والے بیٹھ بیٹھ کر روتے ہیں

(انتہائی کوشش کرتے ہیں) ایسی ذلیل ہے۔ کہ ہر روز ہم سے جوتے کھاتی ہے (ہم اسے منہ نہیں لگاتے بلکہ ذلیل کر کر کے پرے دھکے دیتے ہیں) جن جن کے دل میں دنیا کی محبت ہوتی ہے۔ ان کی کشتی ڈوب جاتی ہے۔ (وہ تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں) اے باھو! تم دنیا سے تعلق توڑ لو۔ کیونکہ بہشت میں جانے کا راستہ صرف یہی ہے +

ن کوئی طالب نہ کوئی مرشد ایہ سب دلاسے مٹھے ہو
راہ فقر دا پرے پریرے سب حرص دنیا دی کٹھے ہو
شوق الٰہی غالب ہویا جند مرنے تے رُٹھے ہو
باھو جیں تن بھڑکے بھاہ نہ ہوئی او کن تھانے گٹھے ہو

ان ظاہر داروں میں سے نہ تو کوئی صحیح معنوں میں مرشد ہے اور نہ کوئی طالب ہے۔ یہ سب دنیاوی حرص کے پیچھے پڑے ہیں۔ فقر کی راہ سے بہت دور ہیں۔ یہ سب دنیوی لالچ میں پھنسے ہوئے ہیں شوق الٰہی ہونے کے باوجود جان مرنے پر تیار نہیں ہے۔ (فنا سے گھبراتے ہیں) اے باھو! جن کے جسم میں عشق کی آگ بھڑک رہی ہو۔۔ وہ گھر بار چھوڑ کسی غیر جگہ جا کر جان دیتے ہیں +

ن رب عرش معلٰی اُتے نہ رب خانے کعبے ہو
نہ رب علم کتابیں لبھا نہ رب وچ محرابے ہو
گنگا تیرتھیں مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ہو
جد امرشد پھڑیا باھو چھٹے سب عذابے ہو

اللہ تعالےٰ نہ تو عرش معلٰی پر ہی ملتا ہے نہ خانہ کعبہ میں (وہ ہر جائی ہے) اللہ تعالےٰ کا وصال نہ تو علمی کتابیں پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے نہ مسجدوں میں رہ رہ کر سرسری طور پر نمازیں پڑھنے سے۔ لوگوں نے بے حساب لمبے لمبے سفر کر کے گنگا۔ ہردوار اور تیرتھوں میں ڈھونڈنا اور پانا چاہا لیکن انہیں وہاں بھی کہیں نہیں ملا۔ اے باھو! جب سے ہم نے مرشد صاحب کا دامن پکڑا ہے۔ ان ظاہر دارانہ سب مصیبتوں سے بچ گئے ہیں +

ن نفل نمازاں کم رناں دے روزے صدقہ روٹی ہو
مکے دیوال سوئی جاوے گھروں جنہاں تروٹی ہو
اُچیاں بانگاں سوئی دیون نیت جنہاں دی کھوٹی ہو
کی پرواہ تنہانوں باھو جنہاں گھر وچ لدھی بوٹی ہو

نفل نمازیں پڑھنا۔ روزے رکھنا۔ صدقہ خیرات کرنا یہ سب عورتوں کے کام ہیں۔ مکے شریف میں (حج کرنے) وہی جاتے ہیں جن کے گھروں میں ناداری ہے (جنہیں اپنے گھروں میں وصال خداوندی حاصل نہیں ہوتا) اور اونچی بانگیں (لمبے چوڑے دعوے) وہی دیتے ہیں جن کی نیت صاف

نہیں ہوتی۔ (ظاہرداری سے رسمی طور پر عبادت کرنا چنداں مفید نہیں ہوتا) اے باہو۔ وہ بڑے ہی خوش قسمت ہیں جنہیں گھر میں رہتے ہوئے بوٹی (محبت الٰہی) حاصل ہو جائے ۔

ن نا میں جوگی نا میں جنگم نا میں چلہ کمایا ہُو	نا میں بھج مسیتیں وڑیا نا تسبیح کھڑکایا ہُو
جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہ فرمایا ہُو	مرشد سوہنی کیتی باہو پل وچ چا بخشوایا ہُو

میں نہ تو جوگی (ظاہردار رسمی عابد) ہوں نہ میں نے چلہ کشی اور اعتکاف کیا ہے۔ اور نہ مسجدوں میں جا جا کر ورد وظائف پڑھتا ہوں۔ (جن سے خدارسی کی امید لگائے رکھتا) بلکہ مجھے مرشد صاحب نے یہ سبق پڑھایا ہے۔ کہ جو دم ذکر کے بغیر غفلت میں گذرے۔ وہ کفر کی حالت میں گذرتا ہے۔ اے باہو! مرشد صاحب نے (اس دوامی ذکر کے وسیلے سے) مجھ پر بڑی ہی مہربانی کی ہے۔ کہ مجھے پل بھر (بہت ہی تھوڑے سے عرصے) میں بخشوا دیا ہے۔ (ناجی بنا دیا ہے) ۔

ن نہیں فقیری جھلیاں مارن ستیاں لوک جگاون ہُو	نہیں فقیری ہندیاں ندیاں سکیاں پار لنگھاون ہُو
نہیں فقیری وچہ ہوا دے مصلے پا ٹھہراون ہُو	فقیری نام تہنیندا باہو دل وچ دوست ٹھہراون ہُو

فقیری ذکر جہر (بلند آواز سے ذکر) کر کے سوتے لوگوں کو جگا دینے میں نہیں ہے۔ اور نہ فقیری لوگوں کو کرامات کے ذریعے بہتے دریاؤں میں بھیگے بغیر پار اتار دینے میں ہے۔ اور ہوا (زمین و آسمان کی درمیانی فضا) میں مصلے بچھا کر ٹھہرا دینے میں ہے۔ (یعنی کرامتیں حقیقی فقیری میں داخل نہیں ہیں) بلکہ اے باہو! اصل فقیری دل میں تصوّر ذات الٰہی کے قائم کر لینے کا نام ہے۔

ردیف و

وحدت دے دریا اُچھلے جل تھل جنگل رینے ہُو	عشق دی ذات نیندی ناہیں سانگا جل تھل پینے ہُو
انگ بھبوت بلندے ڈٹھے سے جوان لکھینے ہُو	میں قربان تنہاں توں باہو جہڑے ہوندے ہمت سینے ہُو

وحدت کا دریا جوش میں آیا۔ نہ جنگل صحرا (غافل دل) جل تھل ہو گئے۔ (انوار ذات باری تعالےٰ سے بھرپور ہو گئے) عشق کی ذات معمولی ندی کی سی سمجھئے۔ کیونکہ یہ بڑے بڑے تھل۔ ریگستان، بیابان سیراب کر دیتی ہے۔ ہم نے کئی لکھ پتی جوان (عشق الٰہی کی چاٹ لگنے سے جسم پر راکھ ملتے

(بھبوت مل کر جوگی بنتے) دیکھے ہیں۔ اے باہو! میں ان لوگوں پر قربان جاؤں۔ جو ہمت طاقت ہونے اور ہر طرح بس چل سکنے کے باوجود متواضع ہوتے ہیں ؂

وحدت دے دریا چھلے ہک دل صحیح نہ کیتی ہُو　　ہک بتخانے وچ واصل تھئے ہک پڑھ پڑھ رہے مسیتی ہُو
فاضل چھڈ فضیلت بیٹھے عشق بازی جہیں لیتی ہُو　　ہرگز رب نہ ملدا باھو جنہاں ترٹی چوڑ نہ کیتی ہُو

وحدت کے دریا جوش میں آئے۔ تو بعض کو بت خانوں میں وصال باری تعالےٰ حاصل ہو گیا۔ اور بعض مسجدوں میں نمازیں پڑھ پڑھ کر محروم رہے جنہیں عشق حاصل ہُوا۔ اُن فاضلوں نے فضیلت (کا دعوےٰ) چھوڑ دی۔ اے باھو! جنہوں نے فنا حاصل نہیں کی ہو۔ انہیں ہرگز ذات باری تعالےٰ کا وصال نصیب نہیں ہوتا ؂

وہندیاں تارو ہویاں بلبل چھوڑی کائیں ہُو　　یار اساڈا رنگ محلیں در تے کھلے سکائیں ہُو
نہ کوئی آوے نہ کوئی جاوے اسیں کس ہتھ لکھ گھلائیں ہُو　　جے خبر جانی دی آوے باھو کھڑ کلیوں پھل تھائیں ہُو

دریا بہتے بہتے غرقاب بن گئے۔ اُن میں کئی بلبلے پیدا ہو گئے۔ ہمارا یار تو رنگ محلوں (لامکان) میں رہتا ہے۔ ہم دروازوں پر کھڑے (اس کی زیارت کو) ترس رہے ہیں وہاں کوئی اندر جا سکتا ہے نہ کوئی وہاں سے باہر آنے والا ہی ہوتا ہے۔ ہم کس کے ہاتھ اپنی درخواست لکھ بھیجیں۔ اے باھو! اگر جانی کی خبر آوے (ہمیں راز وحدت معلوم ہو جاوے) تو کلی سے پھول بن جائیں۔ (ہمیں بہت ہی خوشی نصیب ہو) ؂

وِچ جن سر پر فرض منیوں ہویا قول قالوا بلیٰ کرکے ہُو　　لوک جانے مستغرق ہویاں وِچ وحدت دے وڑ کے ہُو
شوہ دیاں ماراں شوہ وِچ لہساں عشق تلہ سر دھر کے ہُو　　باھو جیوندیاں شوہ کسے نہ پایا جیں لدھا تیں مر کے ہُو

ہم قَالُوا بَلٰی کا اقرار کر کے آئے ہیں۔ (روز ازل میں جب اللہ تعالیٰ نے روحیں پیدا کیں تو اُن سے پوچھا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ تو سب نے کہا بَلٰی، کہ ہاں تو ہمارا رب ہے) اس لئے احکام خداوندی پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں وحدت میں داخل ہو کے پریشان ہوا ہوں۔ نہیں بلکہ میں وحدت کی خاطر خدا پرستی کے دریا کے درمیان میں عشق کو تیراکی کا سامان بنا کر داخل ہو جاؤں گا۔ اے باھو! جیتے جی (فنا حاصل کئے بغیر) کسی نے

وصال باری تعالےٰ حاصل نہیں کیا جس نے کیا۔ فانی ہونے کے بعد حاصل کیا ؂

وحدت دا دریا الٰہی جتھے عاشق لیندے تاری ہُو	ماران چُھبیاں کڈھن موتی آپو اپنی واری ہُو
دُرِّ یتیم وچہ لے لشکارے جیوں چندلاٹاں مارے ہُو	سو کیوں نہیں حاصل بھر دے باہُو جہڑے نوکر نے سرکاری ہُو

وحدت خداوندی کو ایک دریا سمجھئے۔ جس میں عاشق تیرتے پھرتے ہیں۔ اور غوطے لگا لگا کر (ذکر و فکر میں مشغول ہو ہو کر) اپنی اپنی باری سے (متواتر اور مسلسل) موتی نکالتے ہیں (اپنے اپنے زمانے میں کامیابیاں اور اعلےٰ درجے حاصل کرتے ہیں) وحدت سے اس دریا میں دُرِّ یتیم (قیمتی موتی۔ نورِ خداوندی) اس طرح چمکتا ہے۔ جیسے چاند چمکتا ہے۔ اے باہو! جو سرکاری ملازم یعنی رعایا ہیں وہ محصول کیوں ادا نہیں کرتے۔ (خدا کے بندے ہوتے ہوئے احکام خداوندی پر عمل کیوں نہیں کرتے اور شکر کیوں بجا نہیں لاتے) ؂

ردیف ھ

ھ ہُو دا جامہ پہن گھر آیا اسم کماون ذاتی ہُو	نہ اوتھے کفر اسلام دی منزل نہ اوتھے موت حیاتی ہُو
شاہ رگ تھیں نزدیک لبھیسی تو ں پا اندر جھاتی ہُو	اوہ تو ں تے اسیں اُنہاں نوں جیا باہُو دُوئی ہو ئی قربانی ہُو

انسان ہُو کا جامہ پہن کر (توحید ذات باری تعالےٰ کا اقرار کرکے) گھر (دنیا) میں اسم ذاتی (اللّٰہ) کمانے کے لئے آیا ہے۔ اور اس کام (اسم ذاتی کے کمال کے حصول) میں کفر اور اسلام اور زندگی اور موت کو کوئی دخل نہیں ہے۔ تم اپنے اندر (قلب میں) غور و فکر سے دیکھو گے۔ تو وہ تمہیں تمہاری شاہ رگ سے بھی تمہارے نزدیک نظر آجائے گا۔ ہم اس کی ذات پاک میں سمائے ہوئے ہیں اور وہ ہم میں سمایا ہوا ہے۔ کیونکہ لا موجود فی الکونین الا ھُو۔ دونوں جہانوں میں سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کے اور کچھ بھی نہیں۔ یہ سب شکلیں اور صورتیں اس نے اپنے نور سے جیسی چاہیں بنائی ہیں۔ اس حقیقت کے معلوم ہونے کے بعد ہماری دوئی دور ہو گئی ہے (ذات سے ذات ملی ہوئی ثابت ہو گئی ہے) ؂

ھ ہرم شرم دی تند تروڑے جاں ایہ چھوڑک بلے ھُو	کجھ کر بالاں عقل ادیا مینوں رہوں انہیری جھلے ھُو
اُجڑ گیاں دے بھیت نیارے لکھ لعل ہر دتے ھُو	باھُو تنہاں داغ نہ لہندے جنہاں رنگ مجیٹھی دتے ھُو

جب عشق اپنے زور شور پر ہوتا ہے۔ تو شرم و حیا کا تاگا توڑ دیتا ہے۔ (دنیوی شان و شوکت اور عزت آبرو کو ملیامیٹ کر دیتا ہے) میں (عشق کے) اس طوفان کے سامنے کب تک (عقل کا) چراغ روشن کروں۔ (کب تک عقلی دلائل سے اپنے دل کو اس سے باز رہنے کو کہوں) جنہوں نے عشق میں مبتلا ہو کر اپنی دنیوی شان و شوکت۔ عزت و حرمت مال دولت بلکہ اپنی ہستی تک کھو دی۔ ان کے کیا کہنے۔ انہیں تو اللہ تعالےٰ نے لاکھوں لعل (روحانی درجات اور برکات) عطا فرما دیئے ہیں۔ اے باھو! جو کپڑے پکے مجیٹھی سرخ رنگ میں رنگے گئے ہوں۔ اُن کا رنگ دھونے سے اُترتا نہیں (عاشق عشق سے باز نہیں آسکتے) +

ھ ہک جاگن ہک جاگ نہ جانن ہک جاگدیاں ہی سُتے ھُو	ہک ستیاں ہی جا واصل ہوئے ہک جاگدیاں ہی مُٹھے ھُو
کی ہویا جے گھگو جاگے اوہ لیندا ساہ اپٹھے ھُو	مَیں قربان تنہاں توں باھُو جنہاں کھوہ پریم دے جُتے ھُو

بعض شخص تو ایسے ہیں جو جاگ رہے ہیں۔ (غفلت چھوڑ کر ہر وقت ذکر فکر میں مشغول رہتے ہیں) بعض ایسے ہیں جنہیں جاگنا آتا ہی نہیں۔ (غفلت سے بچنا نہیں جانتے) اور بعض ایسے ہیں۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ جاگتے ہیں لیکن ہوتے ہیں سوئے ہوئے (ظاہر دار عابد زاہد)۔ اور بعض خوش قسمت ایسے ہیں جو سوتے ہی واصل باللہ ہو گئے۔ (یا عین محویت کے عالم میں واصل ہو گئے) لیکن بعض جاگتے جاگتے (باوجود ہزاروں کوششوں کے) ناکام اور نامراد رہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے اگر گھگو (اُلو۔ بے عقل انسان) جاگے بھی تو وہ اُلٹے سانس لیتا ہے (بُرے کام کرتا ہے) اے باھو! میں اُن لوگوں پر قربان جاؤں جنہوں نے عشق کے کنوئیں چلا رکھے ہیں۔ (جس کے پانی سے ہر کس و ناکس سیراب ہوتا ہے) +

ھ ہتھ وکیندے ون لیوے نی مینوں دتا کس دلاسا ھُو	عمر بندے دی ہیویں ہانی جیوں پانی وچ پتاسا ھُو
سوہی اسامی ست گھتیں پلٹ نہ سکیں پاسا ھُو	ایتھوں صاحب لیکھا منگسی باھُو رتی گھٹ ماسا ھُو

اے انسان! تم نے ہنسنا چھوڑ کر رونا لے لیا تمہیں ایسا کرنے کا مشورہ کس نے دیدیا۔ (بہشت

چھوڑ کر دکھوں کے گھر دنیا میں آپسے۔ یا نیکی چھوڑ کر بدی کرنے لگے) انسان کی عمر اس طرح ضائع ہو جاتی ہے۔ جیسے پانی میں پڑ کر پتاشے کا نام ونشان باقی نہیں رہتا۔ اے انسان تو تنگ قبر میں ڈال دیا جائے گا۔ جہاں کروٹ بھی نہیں بدل سکے گا! اور اللہ تعالےٰ تجھ سے اعمال کے ذرہ ذرہ کا حساب لیگا ؛

ھو دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ھو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اُتاری ھو
کلمہ ہیرے لعل جواہر کلمہ ہٹ پساری ھو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں باھو کلمہ دولت ساری ھو

سوائے کلمہ شریف کے ذکر کے اور کوئی بھی عمل قلبی بیماریوں کا علاج نہیں ہو سکتا۔ کلمہ شریف ہی دل سے گناہوں کا زنگار اور سیاہی اُتارتا ہے۔ کلمہ شریف لعل۔ جواہر کی طرح بڑی ہی قیمتی چیز ہے۔ (جیسے لعل۔ جواہر دنیا بھر کی تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی کلمہ شریف تمام اذکار سے زیادہ قیمتی یعنی پُر نفع ہوتا ہے) اے باھو! دنیا میں بھی اور عقبےٰ میں بھی کلمہ شریف سب سے بڑی اور مکمل دولت ہے ؛

ردیف الف (۶)

الف اکھیں سُرخ موہیں پیلے ہر دی ہر توں دل آہیں ھو
مہا مہاڑ خوشبوئی والا پہونتا دور کداہیں ھو
عشق مشک نہ چھپے رہندے ظاہر تھیں اتھائیں ھو
نام فقیر تنہاندا باھو جنہاں لامکانی جائیں ھو

عاشقوں کی آنکھیں (رو رو کر) سُرخ ہوتی ہیں۔ چہرے زرد ہوتے ہیں! اور اُن کے دل سے ہر وقت آہیں نکلتی رہتی ہیں (ے عاشقاں اسہ نشان است اے پسر؛ روئے زرد و آہ سرد و چشم تر) ان کی خوشبو (ذکر خیر) دُور دُور تک پہنچی ہوتی ہے۔ عشق اور کستوری چھپے نہیں رہ سکتے۔ فوراً معلوم ہو جاتے ہیں۔ اے باھو! فقیر اُن کا نام ہے۔ جن کا مقام لامکان (فنا فی اللہ) ہے ؛

الف اندر کلمہ کل کل کردا عشق سکھایا کلماں ھو
چوداں طبق کلمے دے اندر قرآن کتاباں علماں ھو
کانے کپ کے قلم بناون لکھ نہ سکن قلماں ھو
باھو ایہ کلمہ مینوں پیر پڑھایا ذرا نہ ہوم الماں ھو

عشق نے ہمیں کلمہ (کا ذکر) سکھادیا ہے۔ وہ ہمارے قلب میں ہر وقت پڑھا جاتا رہتا ہے۔

(عشق کی برکت سے قلب پر کلمہ شریف کا ذکر جاری ہے) کلمہ شریف میں چودہ طبقات (کی برکات مثلاً) قرآن شریف۔ تمام آسمانی کتابوں۔ تمام علوم کی برکات اور فیوض جمع ہوتے ہیں۔ ظاہر دار لوگ سرکنڈے کاٹ کاٹ کر قلم تو بناتے رہتے ہیں۔ (اور اور علمی کام تو کرتے ہیں) لیکن کلمہ شریف نہیں لکھ سکتے (کلمہ شریف کی برکات بیان نہیں کر سکتے) اے باھو! یہ کلمہ شریف مجھے مرشد صاحبؒ نے پڑھایا ہے۔ اس میں ذرہ بھر لمبائی نہیں ہے۔ (بالکل مختصر ہے ظاہری علوم کی طرح طویل نہیں ہے) ۞

الف اکدم سجن تے لکھ دم ویری اکدم دے مارے مردے ہُو
لایاں دا اوہ قدر کی جانن جہڑے محرم ناہیں تر دے ہُو
اکدم پچھے جنم گوایا چور بنے گھر گھر دے ہُو
سو کیوں دھکے کھاون باہُو جہڑے طالب سچے در دے ہُو

ہمارا خیر خواہ صرف ایک (اللہ تعالےٰ) ہے۔ لیکن ہمارے دشمن (نفس امارہ۔ شیاطین دنیاوی کاروبار کے سامان۔ رشتہ دار وغیرہ وغیرہ) لاکھوں ہیں۔ ہم تو اس (شخص یعنی اللہ تعالیٰ) کے لئے ہوئے ہیں (کوشش کر رہے ہیں) اسی ایک شخص کی خاطر ہم نے اپنا جنم گنوا لیا ہے۔ (شان و شوکت کو جواب دیدیا ہے) اور ہم گھر گھر کے چور بن گئے ہیں (سب متعلقین ہمیں برا سمجھتے ہیں) لیکن یہ لوگ بچارے جو محرم اسرار نہیں ہیں۔ انہیں کیا خبر کہ عشق کی قدر و منزلت کیا ہوتی ہے۔ اس لئے اے باھو! جو سچے دروازے (دربار الٰہی) کے طالب ہیں وہ کیوں دھکے کھاتے پھریں (دنیوی تعلقات میں پریشان ہو کر دربدر مارے مارے پھریں) ۞

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لاندا ہُو
ہر دم پاوے رکھیں ہر دلے سوہنا اُٹھ دا بہشت اہُو
جس گت اتے سوہنا راضی ہووے اوہو گت سکھاندا ہُو
آپے سمجھ سمجھاندا باہُو اوہ آپے آپ ہو جاندا ہُو

میرے مرشد صاحبؒ نے اللہ (اسم ذات کے ذکر کا) چنبیلی پودا میرے قلب میں لگا دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ جس کام سے خوش ہو انسان کو اسی کام پر لگا دیتا ہے۔ اے انسان تمہیں اللہ تعالےٰ کو ہر دم ہر وقت اٹھتے بیٹھتے (ہر حالت میں) یاد رکھنا چاہئے۔ (اللہ تعالےٰ کے ذکر سے کبھی بھی اور کسی حالت میں بھی غفلت نہ برتنا) اللہ تعالےٰ خود ہی انسان کو طریقہ بتا دیتا ہے (وَ مَا تَشَاؤُنَ اِلَّآ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ) اور خود ہی اس پر چلنے کی توفیق بخش کر آپ ہی آپ ہو جاتا ہے۔ (فنا فی اللہ اور وصال باری تعالےٰ کا درجہ عطا فرما دیتا ہے) ۞

الف۔ ایہہ تن رب سچے دا حجرہ دل کھڑیا باغ بہاراں ہُو
وچے کعبے وچے قبلہ وچے الا اللہ پکاراں ہُو
وچے کوزے وچے مصلے وچ سجدے دیاں ہزاراں ہُو
کامل مرشد ملیا باھُو اوہ آپے لیسی ساراں ہُو

یہ ہمارا جسم اللہ تعالےٰ کا حجرہ ہے۔ اور ہمارا دل اس کا پھلا پھولا اور سرسبز شاداب باغ ہے۔ اسی جسم میں طہارت۔ اور نماز کے سب سامان موجود ہیں۔ اور میں اُس کے اندر روحانی نماز ادا کرتے رہتا ہوں۔ اسی میں قبلہ اور کعبہ ہے۔ اور اسی میں کلمہ شریف کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔ (ہمارا جسم عبادت الٰہی کے پورے پورے سامانوں سے بھرپور ہے) اے باھو! ہمیں مرشد صاحبؒ کامل ملے ہیں۔ وہ ہماری ہر طرح نگرانی کرتے رہیں گے۔ (اپنی توجہ ہم پر قائم رکھیں گے)۔

الف۔ ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہُو
شوق وادیوا بال انہیرے متاں لبھے شئے گواتی ہُو
نہ کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہُو
مرن تھیں اگے مر رہے باھو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہُو

اے فقیر! یہ تیرا جسم اللہ تعالےٰ کا حجرہ ہے (اس جسم کا ایک ذرہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نور سے بنایا ہوا ہے) اگر دیدار الٰہی سے مشرف ہونا چاہتے ہو۔ تو اپنے باطن پر گہری نظر ڈالو۔ اور (نور خداوندی کے آب حیات کے لئے خواجہ خضر علیہ السلام (کسی بھی غیر اللہ) کے محتاج نہ ہو (یہ دولت تمہارے اندر موجود ہے۔ باہر تلاش کرنے کے لئے جانے کی ضرورت نہیں) عشق کا چراغ روشن کر کے اپنی باطنی غفلت کا اندھیرا دور کرو۔ تاکہ گم ہوئی ہوئی چیز (نور خداوندی جس سے اب تک تمہاری روحانی آنکھیں محروم ہیں) مل جائے۔ اے باھو۔ جنہوں نے حق کی رمز کو پہچانا۔ وہ مرنے سے پہلے مر رہے۔ (موتوا قبل ان تموتوا کا درجہ حاصل کر گئے)۔

ردیف ی

ی۔ یار یگانہ ملسی تینوں جے سر دی بازی لائیں ہُو
عشق اللہ وچ ہو مستانہ ھو ھو سدا الائیں ہُو
نال تصور اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ہُو
ذاتے نال جاں ذاتی رلیا تد باھو نام سدائیں ہُو

اگر تم سر کی بازی لگا دو۔ (خدا کی راہ میں جان قربان کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ یعنی اللہ کے پورے فرمانبردار بن جاؤ) تو تمہیں وہ یکتا دوست (وحدہٗ لاشریک اللہ تعالےٰ) مل جائیگا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ

کے عشق میں مستانہ (محو بے خود) ہو کر ہمیشہ ھو ھو کا ذکر کرتے رہا کرو۔ اور ہر دم اسم ذات (اللہ) کے ذکر میں مشغول رہا کرو۔ اور ہر دم اسم ذات (اللہ) کے تصور میں مشغول رہا کرو۔ اس طرح سے جب تمہاری ذات۔ ذات خداوندی سے مل گئی (فنافی اللہ کا درجہ نصیب ہو گیا۔ تو یا ھو (اللہ والا) کہلا سکو گے ۔

تمت بالخیر۔ الحمد للہ حمداً کثیراً دائماً طیباً مبارکاً ۔

شجرہ شریف عالیہ قادریہ

ذات باری تعالےٰ جل شانہٗ

حضرت رسول اکرم شفیع الامم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت شاہ علی رضؓ
حضرت حسن بصریؒ
حضرت حبیب عجمیؒ
حضرت شاہ داودؒ
حضرت عبداللہ سری سقطیؒ
حضرت جنید بغدادیؒ
حضرت شیخ شبلیؒ
حضرت عبدالواحدؒ
حضرت ابو الفرح یوسفؒ

حضرت ابو الحسنؒ
حضرت ابو سعیدؒ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ
حضرت عبدالرزاقؒ
حضرت عبدالجبارؒ
حضرت سعید یحییٰؒ
حضرت نجم الدینؒ
حضرت عبدالفتاحؒ

حضرت عبدالستارؒ
حضرت شاہ سید عبدالباقی صاحبؒ
حضرت عبدالجلیل اللہؒ
حضرت شاہ سید عبدالرحمانؒ
حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ
حضرت ولی محمدؒ
حضرت محمد حسینؒ
حضرت حافظ محمدؒ

حضرت غلام باہوؒ
حضرت صالح محمدؒ
حضرت سلطان حامدؒ
حضرت نور محمدؒ
حضرت نور احمدؒ
حضرت نور سلطانؒ
حضرت میر سلطانؒ
حضرت حبیب سلطانؒ

رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

شجرہ عالیہ قادریہ منظوم پنجابی

مؤلفہ جناب ملک فضل الدین صاحب قومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوندا طفیل ذات اپنی
میری قسمت نصیب اپنا لقا کر

طفیل شاہ نبیاں مصطفےٰ دے
میرا ایمان کامل تے بقا کر

طفیل پیر مرشد شاہ علیؓ دے
شفیع میرا محمد مجتبےٰ کر

طفیل حسن بصریؒ پیر کامل
تمامی دور میں تھیں حرص چا کر

طفیل شاہ حبیب عجمیؒ مکمل
میرے آئینہ دل نوں صفا کر

طفیل پیر حضرت شاہ داؤدؒ
شراب معرفت میری غذا کر

طفیل شاہ کرخی پیر معروفؒ
شریعت وچہ اسانوں رہنما کر

طفیل شاہ عبد اللہ سقطیؒ
اسانوں راہ طریقت دا عطا کر

طفیل شاہ جنید پیر بغدادؒ
حقیقت وچہ میرے دل نوں ضیا کر

طفیل شیخ شبلیؒ پیشوا دے
مینوں وچہ صوفیاں دے اصفیا کر

طفیل عبد واحد ابن تمیمیؒ
کرم بخشش تھیں مینوں ٹھنڈا کر

طفیل بوالفرح یوسفؒ ولی دے
عذاب النار تھیں مینوں جدا کر

طفیل بوالحسن شیخ المشائخ
وجود مس میرے نوں کیمیا کر

طفیل بوسعید پیر میراں
عبادت وچہ میرا دل بے ریا کر

طفیل غوث اعظمؒ شاہ جیلاں
فنا فی اللہ وچہ مینوں فنا کر

طفیل پیرزادہ عبد رزاقؒ
بقا باللہ وچہ مینوں بقا کر

طفیل پیر حضرت عبد جبارؒ
مینوں وسواس شیطاں تھیں رہا کر

طفیل سید یحییٰؒ رہنما دے
سیاہی دور کر دل نوں جلا کر

طفیل نجم الدینؒ برہان پوری
محبت شوق اپنے وچہ فدا کر

طفیلِ عبد فتاح کاشف اسرار
طفیلِ راز دانا عبد ستارؒ
طفیلِ شاہ سید عبد البقاؒ دے
طفیلِ عبد الجلیل اللہؒ دے یارب
طفیلِ عبد الرحمان سیدِ پاکؒ
طفیلِ بادشاہ سلطان باھوؒ
طفیلِ شاہ زادہ ولی محمدؒ
طفیلِ رہنما محمد حسینؒ دے
طفیلِ مولوی حافظ محمدؒ
طفیلِ شاہ غلام باھو ولیؒ دے
طفیلِ حضرت صالح محمدؒ
طفیلِ حضرت سلطان حامدؒ
طفیلِ مظہر نور محمدؒ
طفیلِ نور چانن نور احمدؒ
طفیلِ نور دیدہ نور سلطانؒ
طفیلِ شاہزادہ میر سلطانؒ
طفیلِ نیک خوئے حبیب سلطانؒ
طفیلِ سلسلے اس قادری دے
کریں سب مشکل اس دی حل ربا
نے کتاباں حضرت سلطان باھوؒ

مینوں وچ دوستاں اپنے بنا کر
تمامی دور دفعیں تھیں بلا کر
میں بے قسمت نوں یارب بے بہا کر
میرے سر توں تمامی قرض ادا کر
سمے جھاں تے درداں تھیں شفا کر
شفاعت مصطفےٰ میں تے روا کر
چھپائیں عیب سارے رد خطا کر
اساڈی ماسوے اللہ رد ہوا کر
مینوں وچ صوفیاندے اصفیا کر
میری توں مستجاب ایہ کل دعا کر
بہشت اندر اساڈے گھر بنا کر
مینوں توں دردِ دل اچا عطا کر
توں عشق اپنا میں عاصی تے عطا کر
مینوں ہر حادثے تھیں رکھ بچا کر
کرم تے مہر دی میں ول نگاہ کر
مینوں حافظ کلام اللہ دا کر
کرم کر رب میرے توجہ گدا پر
اٹھائیں مومناں وچوں رلا کر
چھپایا سلسلہ ایہ جس بنا کر
چھپائیاں ترجمہ جس نے کرا کر

خریدن سروری تے قادری جو
پڑھن اُنہاں نوں سارے دل لگا کر

یہ کتاب اور دیگر سلسلہ کتب حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اس پتہ سے طلب فرماویں
اللہ والے کی قومی دکان بچوں بازار کشمیری لاہور

نور احمد کاتب امین آبادی

مندرجہ ذیل کتابوں کے پنجابی منظوم ترجمے معہ اصل کتاب شائع کئے گئے ہیں

- ترجمہ منظوم دیوان حافظ ہر دو حصہ قیمت ۲ روپے
- ترجمہ منظوم مثنوی مولانا روم قیمت ۳ روپے
- ترجمہ منظوم دیوان خواجہ معین الدین چشتی ۶
- ترجمہ منظوم شرح گلشن راز قیمت ۶
- ترجمہ منظوم دیوان غوث الاعظم قیمت ۴/
- ترجمہ منظوم دیوان بوعلی قلندر قیمت ۴/
- ترجمہ منظوم مثنوی بوعلی قلندر قیمت ۱۲/
- ترجمہ منظوم اردو برکات قلندری ۱۲/
- ترجمہ منظوم دیوان باہو قیمت ۴/
- ترجمہ منظوم اردو دیوان باہو قیمت ۱۰/
- ترجمہ منظوم پنجابی معہ اصل عربی دیوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ معہ سوانحعمری قیمت ۱۲/ مجلد
- ترجمہ منظوم مثنوی شمس تبریز عطار قیمت ۱۰/
- ترجمہ منظوم دیوان محمود قیمت ۶/
- ترجمہ منظوم رباعیات قلندری قیمت ۴/
- ترجمہ منظوم بسنر نامہ قیمت ۶/
- ترجمہ منظوم صلوٰۃ العارفین قیمت ۳/
- ابیات پنجابی حضرت باہو قیمت ۴/
- ترجمہ منظوم مناجات جامی قیمت ۶
- ترجمہ منظوم قصیدہ بردہ شریف مع اصل عربی قیمت ۸/
- ترجمہ منظوم پنجابی مناجات حضرت علی کرم اللہ وجہہ قیمت ۱/
- پنجابی مجموعہ گلزار کریم قیمت ۱۲/
- وظائف غوثیہ قیمت ۱۲/
- اللہ والوں بچے دربھرے پنج گنج قیمت ۵

ملنے کا پتہ: اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور